THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday the April 26, 2024
(337th Session)
Volume III, No.02
(Nos. 01-03)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume III	SP.III (02)/2024
No.02	15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Leave of Absence 2
3. Laying copy of Presidential address to both the Houses assembled together on 18th April, 2024 2
4. Motion of thanks moved by Senator Azam Nazeer Tarar to express gratitude to the President of Pakistan for his address to both the Houses assembled together on 18th April, 2024. 3
    - Senator Sherry Rehman 3
    - Senator Khalil Tahir 9
    - Senator Syed Ali Zafar 12
    - Senator Jam Saifullah Khan 17
    - Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui 21
    - Senator Jan Muhammad 27
    - Senator Muhammad Humayun Mohmand 32
    - Senator Bushra Anjum Butt 36
    - Senator Muhammad Aslam Abro 39

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, the April 26, 2024

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at seven minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Syed Yousaf Raza Gilani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

إِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۚ إِنَّمَآ أَمْرُهُمْ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ
يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿١٥٩﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۚ وَ مَنْ جَآءَ
بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى إِلَّا مِثْلَهَا وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١٦٠﴾ قُلْ إِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ إِلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٦١﴾ قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ
وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَ أَنَا أَوَّلُ
الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٦٣﴾

ترجمہ: (اے پیغمبر ﷺ) یقین جانو کہ جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا ہے، اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں، ان سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کا معاملہ تو اللہ کے حوالے ہے۔ پھر وہ انہیں جتلائے گا کہ وہ کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔ جو شخص کوئی نیکی لے کر آئے گا، اس کے لیے اس جیسی دس نیکیوں کا ثواب ہے، اور جو شخص کوئی بدی لے کر آئے گا، تو اس کو صرف اسی ایک بدی کی سزا دی جائے گی، اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہو گا۔ (اے پیغمبر ﷺ) کہہ دو کہ میرے پروردگار نے مجھے ایک سیدھے راستے پر لگا دیا ہے جو کجی سے پاک دین ہے، ابراہیم کا دین! جنہوں نے پوری طرح یکسو ہو کر

اپنارخ صرف اللہ کی طرف کیا ہوا تھا، اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔ کہہ دو کہ: ”بے شک میری نماز، میری عبادت اور میرا جینا مرنا سب کچھ اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے، اور میں اس کے آگے سب سے پہلے سر جھکانے والا ہوں۔“ (سورۃ الانعام آیات نمبر ۱۵۹ تا ۱۶۳)

Mr. Chairman: Leave of absence.

Leave of Absence

Mr. Chairman: Senator Prof. Sajid Mir has requested for the grant of leave for 25th and 26th April, 2024 due to personal engagements. Is the leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Chairman: Order No.2. Senator Azam Nazeer Tarar.

Laying copy of Presidential address to both the Houses assembled together on 18th April, 2024

Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Parliamentary Affairs): I, wish to lay on the Table of the House copy of the Address of the President of the Islamic Republic of Pakistan made under clause (3) of Article 56 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan before both Houses assembled together on 18th April, 2024, as required by sub-rule (2) of Rule 32 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012.

Mr. Chairman: Copy of the President's Address stands laid. Order. No.3. Senator Azam Nazeer Tarar.

Motion of thanks moved by Senator Azam Nazeer Tarar to express gratitude to the President of Pakistan for his address to both the Houses assembled together on 18th April, 2024.

Senator Azam Nazeer Tarar: I, move that this House expresses its deep gratitude to the President of Pakistan for his address to both the Houses assembled together on 18th April, 2024.

Mr. Chairman: First of all I would request that I should get the list of the Speakers. I give the floor to Senator Sherry Rehman.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: Leader of the Opposition and Parliamentary Leaders کے علاوہ جو نئے members بات نہیں کر سکے تھے وہ بولنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جو format آپ decide کریں گے کیونکہ traditionally یہ ہوتا ہے کہ Leader of the Opposition پہلے شروع کرتے ہیں لیکن کوئی hard and fast rule نہیں ہے۔ شیری صاحبہ کو کل وقت نہیں ملا تھا۔

Senator Sherry Rehman

سینیٹر شیری رحمان: جناب چیئرمین! سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نے اتنی خندہ پیشانی سے کل پہلا دن conduct کیا۔ آپ کو مبارک باد، نئے سینیٹرز کو، returning Senators کو سب کو تہہ دل سے مبارک باد کہ کل کا دن ہم نے بہت exemplary طریقے سے گزارا ہے۔ یہ ہم سب کے لیے فخر کا باعث ہے اور بہت اہمیت کا متحمل ہے کیونکہ آج آپ نے یہ agenda رکھا ہے کہ صدر کے خطاب پر debate کریں اور میں چاہ رہی ہوں کہ ہم front benches زیادہ وقت نہ لیں، کل بھی ہم نے members کو وقت دیا تھا تاکہ وہ بھی start کر سکیں لیکن کچھ نکات میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں۔ میں Leader of the Opposition کو بھی welcome کرنا چاہتی ہوں and all the new Members. خاص طور پر اب جس طرح سے ہم نے آگے مل کر چلنا ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کے پاس ایک سنہری موقع ہے وہ یہ ہے کہ Senate of Pakistan جو House of the Federation ہے وہ ہمیشہ ایک unity کا symbol رہا ہے اور باعث وقار ہے پورے پارلیمان کے لیے۔ اس لیے ہم نے اسے House of the Federation کا نام بھی دیا ہے اور Senate کی بنیاد بھی پاکستان کی تاریخ میں آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ خود پاکستان کی تاریخ کے تانے بانے کا حصہ رہ چکے ہیں، Prime Minister and Speaker رہ چکے ہیں، آپ بہت معزز عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ میں نے کوئی تقریر تیار نہیں کی ہے میں سمجھتی ہوں کہ پہلے دن دل سے بولیں تو ایک اچھا indicator ہوا ہے اور لوگوں کو وقت بھی دینا ہے۔

پاکستان میں کتنے زیادہ تنازعات رہے ہیں، پاکستان کی تاریخ میں کتنے تنازعات رہے ہیں۔ ہم 1970 میں دولخت بھی ہوگئے یہ پاکستان کے لیے بہت بڑا سانحہ تھا اور یہ House اس کے وجود کا باعث بنا کہ ہر صوبے کی یہاں پر برابر نمائندگی ہوگی۔ پارلیمان میں مساوات کا balance آئے گا اور لوگ یہاں دانشمندی کا مظاہرہ بھی کر سکیں گے، elections کی وجہ سے ہم اکثر دور بھی رہتے ہیں لیکن عوام کے ساتھ جواب دہی کا یہ اعلیٰ forum ہے اور اس اعلیٰ forum میں آپ نے کل سے جو start لیا ہے، میں سمجھتی ہوں کہ جو صدر زرداری نے کہا ہے کہ اسے welcome کرنا چاہیے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں ایک ہی بات کہی جو Parliamentary year کا Constitutional start ہوتا ہے، انہوں نے سب کو invite کیا ہے مجھے نہیں، آپ کو نہیں، (ن) لیگ کو نہیں، PAP, (Q) league, BAP,PTI کو نہیں سب کو۔

انہوں نے کہا کہ it is up to all of you not the government only not the Opposition only اور ظاہر ہے اس میں یہ ہوتا ہے کہ Government and Treasury Benches کی زیادہ ذمہ داری ہوتی ہے لیکن پہلے انہوں نے کہا ہے کہ .let us turn a new page ہم ایک نیا صفحہ تاریخ کا turn کر سکتے ہیں اور PPP کی طرف سے چونکہ میں پارلیمانی لیڈر ہوں اور میری second term ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ PPP نے ہمیشہ قربانی ضرور دی ہے لیکن کبھی بھی ملک اور ریاست اور پاکستان کے وقار کو نیچا نہیں دکھایا۔

جناب چیئرمین! آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ ہمارے ہاں شہادتیں ہوئیں ہیں۔ سیاست اور جمہوریت کے پیچھے شہادتیں ہوئی ہیں، شہید ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی زندگی دی، سولی پر چڑھے، تخت دار پر چڑھے اور پھر ان کی بیٹی شہید بینظیر بھٹو جب ملک میں واپس آئیں وہ ہر چھاؤنی سے گزریں۔ انہوں نے پابندی کا سامنا کیا، جیل کاٹی سب کچھ کیا لیکن کبھی بھی ملک، ریاست اور عوام کے لیے مشکل نہیں کھڑی کی اور یہ ایک مشعل راہ ہے ہمارے لیے۔ اس کے بعد بھی اور بہت کچھ ہوا میں تو مختصر بات کرنا چاہتی ہوں۔ میں تو اختصار میں یہ کہوں گی کہ زرداری صاحب کے 12 to 14 yearsاگر آپ پورا گن لیں آپ بھی پانچ سال جیل میں رہ چکے ہیں میں تو آپ کو جیل سے pick کرنے آئی تھی۔ ہم سارا قافلہ لے کر جاتے تھے۔ ہمارے leadersکو بات کرنے پر یا bureaucraticچیز پر، آپ نے نوکریاں دینے پر پانچ سال جیل گزاری ہے۔

Mr. Chairman: According to jail manual 9 years.

سینیٹر شیری رحمان: Jail manual 9 yearsدیکھ لیں اور convictionsتو ہمارے ہاں نہیں ہوئیں۔ کل بات ہوئی کہ اور بالکل جائز ہے PPPکے دور میں تو کبھی بھی کوئی political prisonerنہیں رہا ہے ہم یہ فخر سے کہتے رہے ہیں، ہم نے کبھی witch huntingنہیں کی۔ ہم نے ہمیشہ دوسروں کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، دوستی کا اور ہم آہنگی کا اور سیاست اپنی جگہ ہے، منشور اپنی جگہ ہوتے ہیں۔ کل کسی نے کہا کہ آپ کا منشور نہیں ہے آپ اس طرح کی بات کا آغاز کریں گے تو مجھ پر پیچھے اور آگے سے pressureہو گا ہر جگہ سے ہو گا کہ آپ نے ان کا جواب اسی تلخی سے نہیں دیا۔ اگر آپ تلخیاں چاہتے ہیں تو آپ recordنکال لیں ایک ایک گھنٹے کی تلخیاں ہم بھی کر سکتے ہیں۔ ایک ایک گھنٹے کی تلخی آرام سے صدیقی صاحب بھی کر سکتے ہیں، تارڑ صاحب بھی کر سکتے ہیں، Leader of the House بھی کر سکتے ہیں۔ ماشاءاللہ ہمارے membersان سے بہتر کر سکتے ہیں مگر is that what we want?

ہم startاس طرح کرنا چاہتے ہیں کہ میں بولوں کہ آپ کے لیڈر نے کہا تھا کہ میں آپ کو برف کی سل پر رکھوں گا۔ نہیں، میں اور بھی بہت سی باتیں کر سکتی ہوں۔ میں آپ کا AC نکال لوں گا۔ میں آپ کو کلاس "C" میں ڈالوں گا۔ نہیں۔ اب میں یہ باتیں آگے repeat نہیں کروں

گی کیونکہ اگر ہم نے یہ نیاpage turn کرنا ہے تو پھر ہم نے genuinely نئی شروعات کرنی ہوگی۔ ایک دوسرے کو عزت دینی ہوگی جو ہم سب ایک دوسرے کو درس دیتے رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں ایک لمبی بات اختصار سے کہوں گی کہ جب ہم ایک دوسرے کو عزت دیں گے تو یہ پارلیمان وہ جگہ ہے۔ اس سے بہتر کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس کی کمیٹیاں ہیں اور اس کی لابیاں ہیں جہاں آپ بیٹھ کر ملک کا مستقبل سنوار سکتے ہیں۔ اب چاہے آپ نے دوگنے قرضے لیے ہوں یا ہم نے لیے ہوں قرضے سب نے لیے ہیں۔ ملک اس وقت سخت مقروض ہے۔ ٹھیک ہے آپ کے فنانس منسٹر بہت اعلیٰ عہدہ رکھتے ہیں اور بہتر جانتے ہیں وہ IMF سے negotiate کر آئیں گے۔ پھر ان کا کام اس وقت اس سے آگے ہونا چاہیے۔ جو ملک اپنے پیروں پر کھڑے نہیں ہوسکے ان کا پھر یہی حال رہتا ہے۔ اس کا مستقبل ان کے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔ پھر ہم اپنے پیروں پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔

جناب چیئرمین! ہم ہر کمیٹی میں یہ کام کر سکتے ہیں کہ ہماری سیاست میں ایک دوسرے کے ساتھ محاذ آرائی کا یہاں پر جو ناسور بیٹھ چکا ہے۔ دنیا بھر میں بیٹھ چکا ہوگا۔ ہم اپنے ملک کے ذمہ دار ہیں۔ یہ نہ کہیں کہ ادھر بھی ہوتا ہے اور ادھر بھی ہوتا ہے۔ آج آپ کے پاس موقع ہے کہ آپ اپنی tone بدلیں۔ اپنا رویہ بدلیں۔ یہ چور اور ڈاکو والی باتیں صوبہ پختونخوا والوں نے بھی شروع کی ہیں۔ میں ان کی باتوں کا جواب نہیں دینا چاہتی۔ یہ باتیں میں اپنی پریس کانفرنس میں TV پر کرلوں گی لیکن میں وہ بھی نہیں کرنا چاہتی کیونکہ ہم نے ایک نیا page turn اگر genuinely طریقے سے کرنا ہے اور صرف سلوگن دینے ہیں تو پھر فائدہ نہیں۔

جناب چیئرمین! آپ کے ساتھ بھی ایک نئی تاریخ رقم ہو سکتی ہے۔ پیپلز پارٹی کے جو پچھلے چیئرمین تھے میاں رضا ربانی صاحب انہوں نے یہاں پر بہت سی نئی روایات قائم کی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ full House کی جو کمیٹی ہوتی تھی وہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر ہم revive بھی کر سکتے ہیں۔ یہاں پر experts آتے ہیں۔ لوگ باتیں کرتے ہیں۔ Strangers in the House نہیں ہوتے۔ یہ ایک بہت احسن روایت ہے۔ ہم اس طرح بہت سے issues پر بات کر سکتے ہیں۔ آپ چاہیں House کو to the public کھولا رکھیں یا بند کر دیں۔ جہاں پر ہم thrash out کر لیں۔ کبھی کبھی تین تین دن ہوتا تھا۔ آپ کے سامنے آپ کی حکومت کو چار دن

تک in camera رکھ کر تاریخ رقم کی کہ ہم نے پاکستان میں دہشت گردی کی قرارداد پاس کی۔ آپ کو وہ سب کچھ یاد ہوگا۔ آپ نے مجھے بھی چار دن کھڑا رکھا اور کبھی کبھی آپ as a Prime Minister مجھے bailout کرنے کے لیے خود کھڑے ہو جاتے۔ تو we were standing for four hours to satisfy our opposition because I believe that all oppositions need a chance and I believe our treasury benches need a chance, they all need a chance and Pakistan need a chance. اگر ہم اپنی یہ نئی term ضائع کر دیں کسی قسم کی محاذ آرائی میں، اپنی ذاتیات میں اور میں موقع جانے نہ دوں۔ اب آپ موقع جانے دیں۔ اپوزیشن والے فراخ دلی اس لیے دکھائے کہ ہمارے بہت سے مسائل ایک دوسرے کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ صرف ہم نے یہ create نہیں کیے ہیں۔ میں آپ کو ایک فہرست سنا سکتی ہوں کہ کیا کیا نہیں ہوا اور کیا ہوا ہے لیکن اب آپ کے جو مسائل ہیں۔ اب کل یہاں پر الیکشن سے متعلق باتیں ہوئیں۔ جناب چیئرمین! ہم نے پاکستان میں کونسا الیکشن دیکھا ہے جو صحیح رہا ہے۔ ہم نے 2018 کے الیکشن کو بھی ROs کا الیکشن کہا۔ 2013 کے الیکشن کو پیپلز پارٹی نے contest کیا۔ جناب چیئرمین! اس مرتبہ بھی ہم نے Tribunals میں 50 سے زیادہ درخواستیں جمع کروائیں ہیں۔ یہ الیکشن کمیشن کا کام ہے۔ آپ بھی عدالتوں کو استعمال کریں۔ ضروری نہیں کہ ہر وقت آپ کو اپنی مرضی کا انصاف ملے۔ انصاف انصاف ہوتا ہے۔ کبھی وہ دیر سے آتا ہے اور کبھی اندھیر ہوتی ہے لیکن یہ آپ کا کام ہے as a legislator and a political activists کہ ہم صحیح دروازہ صحیح وقت پر کھٹکھٹائیں۔ میرے خیال میں آپ نے اس وقت تک 22 درخواستیں Tribunals میں جمع کی ہیں۔ آپ اپنے وکلا صحیح وقت پر تیار کریں۔ آپ کسی کو کبھی موقع فراہم نہ کریں کہ وہ آپ کو نیچا دکھا سکیں۔ ابھی بھی we cannot afford کہ ہمارا کوئی بھی constitutional lapse ہو جائے یا ہماری پارٹی کا Rules میں lapse ہو جائے۔ ہم سب کو یہ دیکھنا پڑتا ہے۔ صرف بیانیہ بنانے سے ملک نہیں چلتے۔

جناب چیئرمین! میں آخری بات کہنا چاہتی ہوں کہ بیانیہ بنانے سے ، image building سے، نئی نسل کو منتشر کرنے سے، Tiktok پر ایک جنگ لڑنے سے، ایک دوسرے کا مذاق اڑانے سے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے سے ملک مشکل سے نہیں نکل سکتا۔ یہ وقت ہمارے

لیے بہت اہم ہے۔ سب کہتے ہیں کہ پاکستان اس وقت نازک موڑ پر ہے۔ پاکستان ہر دس سال بعد نازک موڑ پر ہوتا ہے۔ ہمیں سچ کی عکاسی کرنی ہوگی کہ نازک موڑ بار بار کیوں آتے ہیں۔ Honestly میں نے 1971 کے بعد وہ نازک موڑ نہیں دیکھا ہے۔ House of the Federation اس وقت create ہوا کہ ملک میں اس طرح کے tensions نہ ہوں۔ کسی صوبے کو تکلیف نہ ہو۔ کسی صوبے کو غصہ اور غم نہ ہوں۔ یہاں پر بہت غصہ اور غم ہیں۔ کچھ تو جائز ہیں اور کچھ نہیں ہیں۔ کچھ سرکاری بینچوں میں بھی ہیں اور کچھ اپوزیشن میں بھی ہیں۔ مگر ہر چیز کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ اگر ہم اس طریقہ کار اور راستے کو اپناتے ہیں۔ جیساکہ زرداری صاحب نے کہا کہ اگر ہم اس طریقہ کار کو adopt کر لیں اور پارلیمان کا وقار بحال کریں تو پارلیمان کی جو powers ہیں، کل بہت سے افراد کہہ رہے تھے کہ نہیں ہیں۔ مقتدرہ کے جو powers ہیں وہ خود ہی واپس آئیں گے۔ پیپلز پارٹی نے 40 ,40 اور 50 ,50سال struggle کی ہے۔ ہم سے پوچھیں اور کسی عورت سے پوچھ لیں کہ کوئی مرد آپ کو حقوق، کوئی چیز پلیٹ پر نہیں دیتا۔ کچھ مرد حضرات کو مل جاتی ہیں۔ کوئی صبح مجھ سے کہہ رہا تھا کہ کوئی صبح جب اٹھتا ہے اور ان کے سر پر تاج ہوتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ ان کو بھی بعد میں ثابت کرنا پڑتا ہے کیونکہ عزت اسی میں ہوتی ہے۔ وقار اسی میں ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین! اگر ہم نے اس ہاؤس کو توقیر واپس دینی ہے جو کہ کھوئی ہوئی توقیر ہے۔ اگر ہم نے پارلیمان اور جمہوریت کا نام مزید خراب نہیں کرنا ہے اور اس کو حقیقی معنی دینے ہیں تو راستے موجود ہیں۔ چیئرمین گیلانی صاحب کی طبعیت ایسی ہے اور background بھی ایسا ہے۔ I am sorry, I am speaking for you یہ تو ہم سب کا حق بنتا ہے کہ you will create the avenues for us to work together. Let’s turn that page that the President of Pakistan has said we are all working together. ہم نے بہت کچھ forego کیا ہے۔ Struggle میں ہم بھی رہے ہیں۔ کل خواتین کی بات ہوئی۔ وہ بھی دیکھیں کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ ہمارے ساتھ کچھ ہوگا۔ ہم ساری زندگی اقتدار میں نہیں رہیں گے اور نہ آپ رہیں گے۔ یہ بات بھی آپ یاد رکھیں۔ اگر جمہوریت کے ذریعے آنا ہے۔ چاہے ٹوٹی پھوٹی جمہوریت ہو۔ اقتدار کے ساتھ کوئی چپک کر نہیں رہ سکتا۔ آپ کا conduct, آپ کے اعمال، آپ کی تاریخ اور آپ کی legacy سب کو یاد رہے گی۔

اس مرتبہ پارلیمان کو بنائیں۔ سینیٹ سے شروعات کریں۔ موقع بھی ہے، دستور بھی ہے اور اختیار بھی ہے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you, very short and sweet. I will make an announcement. A group of 33 members from Mehergarh Youth Leaders, Islamabad is sitting in visitor gallery to wetness the House Proceedings. The House welcomes the group. Yesterday I committed with the honourable Member that you will be the first speaker. Please the Floor is yours.

Senator Khalil Tahir

سینیٹر خلیل طاہر: بہت شکریہ، جناب چیئرمین!

شعلہ ہوں، بھڑکنے کی گزارش نہیں کرتا
سچ منہ سے نکل جاتا ہے، کوشش نہیں کرتا
گرتی ہوئی دیوار کا ہمدرد ہوں، لیکن
چھڑتے ہوئے سورج کی پرستش نہیں کرتا
ماتھے کے پسینے کی مہک آئے تو دیکھیں
وہ خون میرے جسم میں گردش نہیں کرتا

جناب چیئرمین! میرے لیے آج کا دن واقعی ایک تاریخ ساز دن ہے۔ مجھے یاد ہے۔ میں چار مرتبہ پنجاب اسمبلی کا ممبر رہا ہوں اور وہاں منسٹر بھی رہا ہوں۔ Recently I was serving as Minister in the Punjab Cabinet. پھر ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے سینیٹ میں جانا ہے۔ جناب چیئرمین! میں تاریخ کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔ Senate was a no-go area for the minorities. میرے ایک بھائی اور عزیز تھے، شہباز بھٹی، جن کو بعد میں assassinate کر دیا گیا، ان کی گزارشات پر میرے قائد میاں محمد نواز شریف جو خوشحالی کے پیامبر ہیں اور محترمہ بے نظیر بھٹو شہید رانی نے یہ amendment کی اور اٹھارویں ترمیم کے ذریعے جو چار سینیٹرز different minorities

سے تھے، ان کو موقع دیا گیا۔ آپ سے، آپ کے خاندان سے اور آپ کے بیٹوں سے میرا ایک personal رشتہ ہے۔ پھر آپ نے جو ایک کارنامہ سرانجام دیا، 11th August, 1947 was the first Constituent Assembly اور اس اسمبلی کی صدارت جوگیندر ناتھ منڈل فرما رہے تھے جو ہمارے ایک ہندو بھائی تھے۔ He was also the Law Minister. قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا کہ you are free to go to your mosques, you are free to go to your temples and you are free to go to your churches. State has no concern with it. You all are free. You all are equal citizens in the eye of Constitution and law. جناب چیئرمین! میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کو مبارک باد اس حوالے سے پیش کرتا ہوں کہ آپ نے 11 اگست کو پاکستان میں ایک symbolic, Minorities Day مقرر کر دیا۔ پوری دنیا نے اس کو سراہا۔

جناب چیئرمین! پاکستان میں رہتے ہوئے، بطور مسلم لیگ (ن) کے ایک سینیٹر کے اور بطور ایک پاکستانی مسیحی، میں نے اپنے لوگوں کو represent کرنا ہوتا ہے لیکن بین الاقوامی فورمز پر، کمیشن میں، ذیلی کمیشن میں، انسانی حقوق کونسل میں، مختلف یونیورسٹیوں میں، میں نے اپنے ملک پاکستان کی ایک اچھی تصویر پیش کرنا ہوتی ہے۔ جس طرح محترمہ شیری رحمان صاحبہ ابھی فرما رہی تھیں کہ اس کثافت زدہ ماحول سے نکلنا ہوگا اور گھر کے اختلافات گھر میں بیٹھ کر حل کرنا ہوں گے، نا کہ انہیں عالمی اداروں میں اور پوری دنیا میں کسی اور کی زینت بنانا ہوگا۔ لوگ تو پہلے ہی موقع ڈھونڈتے ہیں کہ ہماری کوئی weakness یا ہماری کوئی meekness کو ڈھونڈیں اور ہمارے خلاف پروپیگنڈا ہو۔

جناب چیئرمین! مجھے یاد ہے، I will be very brief جو آپ کا حکم ہے، I feel that it will be 11th Commandment for me میں بالکل brief رہوں گا۔ جناب! 23 جون، 1947 کے دن پنجاب کی partition کا معاملہ تھا۔ بانی پاکستان، قائداعظم محمد علی جناح جو کہ ایک charismatic leader تھے، پنجاب اسمبلی میں تشریف فرما تھے۔ جب پنجاب کی partition کا وقت آیا تو چار کرسچن اراکین تھے، دیوان بہادر ایس۔ پی سنگھا جو کہ اس وقت اسپیکر تھے، سی۔ ای گبن، ماسٹر فضل الٰہی جوشکا فضل دین اور ایک رکن اور تھے۔ ٹوٹل ووٹ

177 تھے۔ اُدھر سے نعرہ لگتا تھا کہ جو مانگے گا پاکستان، اس کو دیں گے قبرستان۔ اِدھر سے ہمارے minorities کے ووٹر کہتے تھے کہ سینے پر گولی کھائیں گے، پاکستان بنائیں گے۔ آخری ووٹ جو کہ casting vote تھا، 177 میں سے جب اٹھاسی، اٹھاسی پورے ہوگئے تو آخری ووٹ cast ہونا تھا۔ بانی پاکستان نے دیوان بہادر ایس۔پی سنگھا سے کہا کہ ہم نے انڈیا میں رہ کر کرب دیکھا ہے، دکھ دیکھا ہے، امتیازی سلوک دیکھے ہیں، اس لیے آپ پاکستان کے حق میں ووٹ دیں۔ Partition of Punjab میں کچھ علاقے جو پنجاب کے تھے، پاکستان کا حصہ بننے جارہے تھے لیکن ان کی مخالفت ہورہی تھی۔

On 23rd June, 1947, with regard to the casting vote, Dewan Bahadur Singha exercised his vote in favour of Pakistan and in favour of partition of Punjab.

جناب چیئرمین! میں ایک law graduate ہوں اور یہاں میرے استاد، اعظم نذیر تارڑ صاحب بیٹھے ہیں۔ میں سوچ کر آیا ہوں کہ یہاں سے سیکھیں گے۔ یہاں پر بہت سی باتیں ہوں گی اور یہ آئین جو کہ میرے لیے supreme ہے، سب کے لیے supreme ہے، میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں چاہیے کہ کچھ priorities طے کرلیں۔ جس طرح ابھی شیری رحمان فرمارہی تھیں، priorities اس لیے طے کرلیں کہ جو commonalities ہیں، جو پاکستان کے common issues ہیں، کم از کم ان کے حوالے سے تو اکٹھے ہوں۔ ذاتی اور سیاسی اختلافات چلتے رہیں گے، ان کا گھر میں بیٹھ کر حل نکالیں گے لیکن یہ جو جتھے، گالم گلوچ بریگیڈ اور باقی جو کچھ ہورہا ہے، یقین کیجیے میرا تو یہ ذاتی طور پر خیال ہے کہ یہ چیز درست نہیں ہے۔ میں تو ویسے بھی BC ہوں، not before Christ but before computer ہوں۔ مجھے اس کو استعمال کرنا نہیں آتا۔ مجھے end یا send کرنا آتا ہے، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں آتا لیکن جب ہم پڑھتے ہیں تو یقین کیجیے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، لوگوں کی خواتین کے بارے میں، بیٹیوں کے بارے میں ایسی ایسی باتیں کی جاتی ہیں۔ ہم گاؤں کے لوگ ہیں اور ان باتوں کو بڑا عجیب سمجھتے ہیں۔ ہم گاؤں کے لوگ اپنا ضمیر نہیں بیچتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس عمل کو اب بند ہونا چاہیے، اخلاقیات کو prevail کرنا چاہیے۔ اختلافات ہوں گے اور ہونے چاہییں، اختلاف رائے ہمیشہ اتحاد رائے کی بنیاد بنتا ہے۔ اس لیے میرے لیے اپوزیشن کے اراکین انتہائی صد احترام ہیں۔ بیرسٹر علی ظفر صاحب انتہائی قابل احترام

ہیں۔ سینیٹر شبلی فراز صاحب، اس نام سے اور ان کے والد محترم سے کون انکار کر سکتا ہے۔ آیئے آج بیٹھ کر کچھ priorities طے کرلیں۔ Human wrongs کو ختم کریں، human rights کی بات کریں۔ GSP+ status کی بات کریں اور international fora پر جب ہم کمیشن، ذیلی کمیشن یا انسانی حقوق کونسل میں جاتے ہیں تو وہاں دیکھیں کہ ہم نے GSP status سے آگے free trade کی طرف کس طرح جانا ہے۔

جناب چیئرمین! میں ایک بار پھر انہی الفاظ کے ساتھ اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور یہی کہتا ہوں کہ اس کتاب کی حرمت اور عزت برقرار رہنی چاہیے۔ ورنہ کسی نے کہا تھا کہ:

بجھنے لگ جائیں تو پھر شمعیں جلادی جائیں
میری آنکھیں میرے قاتل کو لگادی جائیں
بے ہنر لوگ کہاں، لفظ کی سچائی کہاں
اب کتابیں کسی دریا میں بہادی جائیں

بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: علی ظفر صاحب۔

<u>Senator Syed Ali Zafar</u>

Senator Syed Ali Zafar: Mr. Chairman, thank you. First of all, it is an honour and privilege for me to congratulate you on being elected as the Chairman of this august House.

جناب چیئرمین! سینیٹ اس عظیم ملک کے تمام صوبوں اور پوری قوم کی برابری کی بنیاد پر نمائندگی کرتا ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ بہت اچھا ہوتا، بہت بہتر ہوتا کہ ہمارے خیبر پختونخوا کے سینیٹرز کی بھی آج اس ہاؤس میں پوری طرح نمائندگی ہوتی لیکن بہرحال، وہ نہیں ہوا۔ مجھے اس کے باوجود یہ یقین اور اعتماد ہے، یہ اعتماد آتا ہے آپ کے experience سے، آپ کی reputation سے اور آپ کے وسیع تجربے کے پیش نظر کہ آپ اس ہاؤس کو بالکل fair طریقے سے چلائیں گے۔ اس میں ہر رکن، چاہے وہ گیلری کے جس طرف بھی بیٹھا ہو، اسے پورا

موقع دیا جائے گا کہ وہ اپنا موقف پیش کرے۔ جناب چیئرمین! آپ اس august ایوان کے نگران ہیں۔ آپ اس سینیٹ کے وقار اور اس کی روایات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ میری as representative of PTI and Opposition آپ سے یہ التجا ہوگی کہ آپ اس ایوان کو strictly, Rules of Procedure کے مطابق چلائیں۔ مجھے آپ کے experience اور آپ کی reputation کو دیکھتے ہوئے یقین ہے کہ آپ یہی کریں گے۔

جناب! آپ پاکستان کی past and recent history دیکھیں تو one thing is very clear and that is we will face many national and international issues of great and crucial importance in this ever-changing world. یہ ایشوز ہمارے سامنے اور سینیٹ کے سامنے بھی آئیں گے لیکن ہم نے ماضی میں جس سیاسی تقسیم کا تجربہ کیا ہے، جو ہم نے دیکھا ہے اور دیکھ رہے ہیں، اگر اس کو ہم نے نہ روکا، اگر یہ صورتحال چلتی رہی اور ہم اس پر قابو نہ پاسکے تو ان تمام قومی اور بین الاقوامی ایشوز کے ساتھ سینیٹ deal نہیں کرسکے گا اور ان کا حل نہیں ڈھونڈ سکے گا اور ہم اسی طرح سیاسی تقسیم میں ہی بٹے رہیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایوان میں جھگڑا کرنا ہمارا حق ہے۔ جھگڑے سے مراد debate کا جھگڑا کرنا ہے اور یہ ہمارا جمہوری حق ہے اور یہ حق کوئی ہم سے چھین نہیں سکتا۔ اس کے ساتھ ایک بڑی ذمہ داری بھی ہے جس کا ذکر ابھی میرے fellow Senators and Leader of the Opposition نے بھی کیا کہ ہم ذمہ داری کے ساتھ گفتگو کریں۔ ابھی پاکستان پیپلز پارٹی کی پارلیمانی لیڈر نے یہی بات اپوزیشن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بھی کہی۔ میں in return یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ ایک اور بڑا فرض یہ بھی ہے اور یہ میں specially حکومت میں بیٹھے اپنے fellow Senators کے لئے کہنا چاہوں گا کہ آپ تنقید کو برداشت کرنے کی صلاحیت پیدا کریں، آپ میں صبر ہونا چاہیے کیونکہ ہماری طرف سے ضرور بڑی سخت تنقید آئے گی اور یہ حقائق کے بنیاد پر آئے گی۔ ہم ہوا میں بات نہیں کریں گے لیکن آپ خود میں قوت برداشت پیدا کریں۔ ہم آپ کے ساتھ گفتگو میں جھگڑا کریں گے اور ذمہ داری کے ساتھ گفتگو کریں گے لیکن ہم آپ پر تنقید ضرور کریں گے۔

جناب! میں ایوان کے سامنے ایک issue raise کرنا چاہتا ہوں۔ خصوصاً پچھلے دو سالوں میں پارلیمنٹ اور Parliamentarians کا پوری دنیا میں مذاق اڑایا گیا۔ اس سے ہماری

ساکھ گر گئی۔ لوگ جمہوریت سے مایوس ہونا شروع ہو گئے۔ اس کی بہت ساری وجوہات ہیں لیکن میں صرف ایک وجہ point out کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جو ہماری قانون سازی کا طریقہ کار رہا ہے، ہم نے جس طرح کی قانون سازی کرنے کی کوشش کی ہے، وہ بددیانتی کی ایک لعنت ہے۔ میں نے جب انگریزی اخباروں میں لکھا تو اسے bulldozing of legislation کہا اور وہ ہی پوری دنیا میں catch on phrase ہو گیا۔ میری bulldozing سے مراد یہ ہے کہ اگر حکومت کی طرف سے کوئی legislation آئے گی تو وہ ایوان میں پیش ہوتے ساتھ ہی پاس ہو جائے گی۔ اس پر کوئی debate نہیں ہو گی اور نہ ہی وہ کمیٹی کو جائے گی۔ لوگوں نے اسے پڑھا بھی نہیں ہو گا اور آئے، آئے کرکے اس بل کو قانون کی شکل دے دیں گے۔ یہ جو bulldozing ہم نے پچھلے دو سالوں میں دیکھا، اس کی وجہ سے ہمارا مذاق اڑایا گیا۔ ابھی Leader of the House موجود نہیں ہیں لیکن میں ان سے کہتا ہوں کہ مل کر کام کرتے ہیں اور ایک ایسی روایت رکھیں اور مجھے آپ سے امید بھی ہے کہ جو bulldozing کا concept ہے، اسے ختم کر سکیں۔ Bulldozing is a tyranny by the majority on minority, and its tyranny by the majority. Let's come together and say no to this tyranny. مجھے امید ہے کہ اگلے تین سالوں میں جس طرح آپ سینیٹ چلائیں گے، یہ bulldozing نہیں ہو گی۔ اگر حکومت کوئی بل لانا چاہتی ہے تو ضرور لائے۔ اسے پہلے کمیٹی کو بھیجیں۔ اس کے بعد سینیٹ میں ہمارے ساتھ اتنے اعلیٰ دماغ موجود ہیں، وہ اس پر debate کر سکیں اور پھر ہم اسے قانون کی شکل دے سکیں۔ اسی لئے no to bulldozing should by your motto.

جناب! ابھی قائدِاعظم محمد علی جناح کا ذکر ہوا۔ He is the founder of our country and he built this national objective around a democratic polity with four basic things. Those four basic things are: rule of law, good governance, unity in diversity and the last one above all was society built on tolerance. دنیا جہاں کے تمام ممالک جن میں specially Super Powers بھی ہیں، they are busy in making inventions. وہ ایجادات کر رہے ہیں۔ وہ atmosphere کی دریافت کرنے میں مصروف ہیں لیکن دو لعنتوں نے ہماری ترقی روکی ہوئی

ہے جن کا ذکر President of Pakistan نے اپنی تقریر میں بھی کیا۔ وہ دو لعنتیں جہالت اور انتہاپسندی ہیں۔ I call upon my fellow Senators کے جو آنے والا وقت اور موقع ہے، اس میں ہم ساتھ مل کر جہالت اور انتہاپسندی کے menaces کو تعلیم کے ذریعے resolve کریں۔ ہمیں ان پر کام کرنا ہے۔ پچھلی مرتبہ ہم نے دیکھا کہ ہم نے 100 سے زیادہ یونیورسٹیوں کے بل پاس کئے۔ Establishing universities is not education. ان کا کام تو ریسرچ کرنا ہے لیکن تعلیم اسکولوں سے شروع ہوتی ہے اور ہمیں ان پر کام کرنا ہے and hopefully we will be doing that. I will quote Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah again کہ انہوں نے پاکستان کی First Educational Conference, 1947 کو address کرتے ہوئے کیا کہا:

There is no doubt that the future of our state will and must greatly depend upon the type of education that we give to our children. There is immediate and urgent need for giving scientific and technical education to our people.

قائداعظم نے 1947 میں جو scientific and technical education کا کہا، we are still to achieve that. دنیا کہاں سے کہاں نکل گئی۔ اس دوران I.T آ گئی۔ ہماری human population explode کر رہی ہے and we are not doing anything for that. یہ وہ چیزیں ہیں جن پر ہمیں focus کرنا ہے۔

جناب! جب بھی میں عدم برداشت اور انتہاءپسندی کی بات کرتا ہوں تو مجھے ایک dialogue یاد آجاتا ہے جو میں نے پڑھا تھا۔ یہ dialogue مولانا رومی اور ان کے شاگرد کے درمیان تھا۔ میں وہ repeat کرنا چاہتا ہوں۔ آپ بھی ضرور سنیں کیونکہ یہ بہت ضروری ہے۔

His disciple asked: Which music sound is considered haram in Islam? Maulana Rumi replied with beautiful words that: The sound of spoons that play in pots of the rich and are heard by the poor and hungry.

جب تک ہم misery of poverty tackle نہیں کریں گے، until we get rid of this sound, we will not be able to progress and kill extremism and intolerance. حال ہی میں ایران نے اسرائیل پر جوابی حملہ کیا۔ پاکستان کا اس پر کیا ردعمل ہے اور کیا ہونا چاہیے، سینیٹ کو اس پر اعتماد میں لینا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اس پر debate کر سکیں۔ میری یہ التجاء ہوگی کہ next sitting میں Foreign Minister کو بلائیں اور ان سے کہیں کہ وہ ہمیں اس سارے معاملے کے بارے میں brief کریں تاکہ ہم پھر debate کے ذریعے اپنی، اپنی رائے دے سکیں۔ میں آخر میں سیاسی انتقام پر بات کرنا چاہوں گا۔ PTI کے بانی چیئرمین عمران خان صاحب، ان کی اہلیہ، پی ٹی آئی کی leadership جن میں خواتین اور ورکر شامل ہیں، اگر میں ان کی political victimization کی داستان لکھنا شروع کروں تو وہ ایک بڑی کتاب بن جائے گی لیکن میں کچھ خاص باتوں کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ مثال کے طور پر جو تین cases ہیں، توشہ خانہ کیس، سائفر کیس اور عدت کیس۔ ان کی جو سزائیں ہیں، ان کا میں اس لیے ذکر کرنا چاہوں گا کیونکہ یہ ناانصافی کی بدترین مثالیں ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ خود سوچیں کہ وکلا کو پیش نہیں ہونے دیا گیا۔ جو شہادتیں آئیں، ان پر جرح نہیں کرنے دی گئی۔ جہاں عمران خان صاحب، ان کی اہلیہ اور باقی accused کو اپنی شہادت دفاع میں پیش کرنے کی اجازت نہ دی گئی ہو۔ جیل میں trial ہو رہا ہو جو public میں نہیں آتا۔ جہاں سزائیں پندرہ دن میں ہو جائیں، وہ ناانصافی کے بدترین مثالیں ہیں۔ ناانصافی ظلم کا ایک طریقہ ہے۔ ناانصافی اور ظلم ایک ہی چیز ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ سیاست کو ایک طرف رکھیں، جتنے بھی سینیٹرز یہاں بیٹھے ہیں، اگر وہ جا کر اکیلے اپنے دل و دماغ سے سوچیں گے تو وہ بھی یہی کہیں گے کہ یہ cases ناانصافی پر مبنی ہیں، یہ political victimization ہے، یہ ظلم ہے۔

جناب چیئرمین! اسی طرح یہ ذکر کرنا بالکل ضروری ہے کہ پی ٹی آئی کی لیڈرز بالخصوص پنجاب کے لیڈرز جن میں شاہ محمود قریشی صاحب، پرویز الٰہی صاحب، سینیٹر اعجاز احمد چوہدری ہیں۔ پنجاب کی خواتین اور مختلف کارکن ہیں، وہ سارے صرف political victimization کے تحت سلاخوں کے پیچھے بند ہیں۔ اسی طرح پی ٹی آئی پارٹی کو آپ دیکھیں، ہم سے reserved seats لے لی گئیں۔ جواب یہ آتا ہے کہ وہ تو عدالت نے فیصلہ کیا ہے، الیکشن کمیشن نے کیا لیکن

قانونی فیصلہ چھوڑ دیجیے، ایک لمحے کے لیے آپ یہ بتائیں کہ کیا یہ جمہوریت کے عمل کے مطابق ہے کہ سب سے بڑی سیاسی پارٹی کو reserved seats نہ ملیں؟

(Desk thumping)

سینیٹر سید علی ظفر: لوگوں نے منتخب کیا لیکن reserved seats نہیں دی گئیں۔ اسی طرح دو دن پہلے ایک نوٹس دے دیا ہے۔ ہم تین بار اپنے internal elections کرا چکے ہیں۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان نے پھر ایک نوٹس دے دیا ہے کہ جو نیا الیکشن آیا ہے جسے پوری میڈیا نے دیکھا، جس پر کسی سیاسی پارٹی نے سوال نہیں اٹھایا، اس کو الیکشن کمیشن آف پاکستان نے پھر اٹھالیا ہے، نوٹس دے دیا گیا ہے کہ ہم اسے دیکھیں گے۔ الیکشن کمیشن کا تو ایک ہی aim ہے، وہ یہ ہے کہ پی ٹی آئی اس پورے political process سے باہر نکل جائے، یہ پارٹی ہی ختم ہو جائے۔ کیا حکومت اور حکومتی سینیٹرز خوش ہوں گے کہ اپوزیشن ہی نہ ہو؟ کیا وہ یہی چاہتے ہیں کہ ایک ایسی جمہوریت ہو جس میں پاکستان میں سب سے مقبول جماعت exist ہی نہ کرے؟

جناب چیئرمین! ہم سب بڑی اچھی باتیں کر رہے ہیں کہ ہمیں گفتگو اچھی کرنی چاہیے، ہمیں جھگڑا نہیں کرنا چاہیے، ہم لوگوں کی بہتری کے لیے کام کریں جو ہمارا فریضہ ہے، ہمیں اس طرف جانا چاہیے، ہمیں rule of law کی بات کرنی چاہیے، ہمیں rule of law کو مضبوط کرنا چاہیے، جمہوری عمل کو مضبوط کرنا چاہیے، یہ ساری بڑی اچھی باتیں ہیں لیکن اگر ہم سیاسی انتقام کو ختم نہیں کریں گے۔ اس معاملے کو ختم کرنے کے حوالے سے اگر سینیٹ اپنا آئینی، قانونی اور اخلاقی ذمہ داری پورا نہیں کرے گی تو پھر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ امن نہیں ہوگا۔

With this and with thanks to you I end my speech. Thank you.

Mr. Chairman: Senator Jam Saifullah Khan.

Senator Jam Saifullah Khan

سینیٹر جام سیف اللہ خان: جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے آپ کو مبارکباد دینا چاہوں گا کہ ماشاء اللہ آپ سپیکر بھی رہے ہیں، اب چیئرمین سینیٹ بھی منتخب ہوئے ہیں۔ میں 1990 میں آپ کے ساتھ ایم این اے بھی رہ چکا ہوں، آپ سے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا ہے۔ جناب! میں تقریباً پچھلے تیس، پینتیس سال سے سیاست میں ہوں۔ میں صوبائی اسمبلی کا رکن بھی رہا ہوں، قومی

اسمبلی کا رکن بھی رہاہوں اور اب سینیٹ کا رکن بناہوں۔ میں جب پہلی مرتبہ سینیٹ میں آیا تو سینیٹ کے سیکرٹری صاحب سے بات ہو رہی تھی، وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ باقی ایوانوں کے اجلاسوں میں بھی رہے ہیں، وہ فرق بتا رہے تھے کہ سینیٹ میں آپ ایسے سمجھیں کہ ایک گھر میں ایک کمرے میں بچے لڑ رہے ہیں، آپس میں شور شرابہ چل رہاہےاور دوسرے کمرے میں گھر کے بزرگ بیٹھے ہیں اور وہ سوچ بچار کرکے سنجیدگی سے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہاکہ جس کمرے میں سارے بزرگ بیٹھے ہیں اور سنجیدہ گفتگو ہو رہی ہے۔ میں امید بھی یہی کرتاہوں کہ اس وقت سینیٹ میں مختلف پارٹیوں کے سنجیدہ اور بردبار لوگ بیٹھے ہیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے لیکن challenges بہت زیادہ ہیں۔ ہمارے جو issues ہیں، جیسے میں نے کہاکہ میرا تقریباً ۳۰، ۳۵ سال کا سیاسی تجربہ رہاہے،اس وقت سب سے بڑا مسئلہ political polarization کاہے،یہ اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ خدا نخواستہ اس میں social, especially political values بالکل ختم ہو گئی ہیں۔ جیسے دوستوں نے بتایاکہ انتہا پسندی یا عدم برداشت اتنا زیادہ بڑھ گیاہے، سوشل میڈیا پر trolling ہوتی ہے۔ تمام پارٹیاں اپنی جگہ،اس میں ہر پارٹی ذمہ دار ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کی شروعات ہمارے اپوزیشن کے دوستوں کی پارٹی نے کی۔ ان کی طرف سے کوئی effort ابھی تک نہیں ہوئی، یہ بات reconciliation کی کرتے ہیں کہ سارے آپس میں مل بیٹھ کر مسائل حل کریں لیکن ہم اب بھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ پی ٹی آئی کی قیادت کی نظر میں جو زیادہ شور مچائے گا، زیادہ گالی دے گا، زیادہ بدتمیزی کرے گا، زیادہ aggressive tone استعمال کرے گا، اس کو پسند کیا جاتا ہے۔اس کو اچھا عہدہ دیا جاتا ہے۔ پھر یہ چیز محسوس ہوتی ہے کہ آپ اس ماحول کو encourage کررہے ہیں۔ دیکھیں جو populist politics ہوتی ہیں،اس میں یہ ساری چیزیں eventually long run میں ملک کو، ملکی وحدت کو نقصان پہنچاتی ہیں۔

میں یہ گزارش کروں گا اس وقت سارے سنجیدہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، اس میں آپ اپنا بھی role play کریں۔ آپ انتقامی کارروائیوں کا ذکر کرتے ہیں، انتقامی کارروائیاں ہمیشہ رہتی ہیں۔ آپ یہ محسوس کرتے ہیں، آپ یہ محسوس کراتے ہیں کہ یہ انتقامی کارروائیاں صرف آپ کے ساتھ ہو رہی ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو ابھی تک آپ کے ساتھ تو کچھ بھی نہیں ہوا۔ 1990s میں یا ضیاء

کے دور میں جو political victimization پیپلز پارٹی کی ہوئی تھی یا اس کے بعد ہوئی تھی۔ آپ جھوٹے cases کی بات کرتے ہیں، علی ظفر صاحب نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں۔ وہ ماشاءاللہ بڑے سنجیدہ اور بردبار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے جو بھی باتیں کیں، بڑی دل سے کیں لیکن ہم بھی چاہیں گے کہ باتوں کے ساتھ ساتھ کچھ action بھی ہو۔ ہم بالکل کھلے دل سے کہیں گے، جس طرح آپ نے کہا آپ تنقید کریں گے، constructive criticism کو ہمیشہ welcome کرنا چاہیے کیونکہ اس سے حکومتی پارٹی کو کچھ اور بہتری کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اگر آپ تنقید بھی نہیں کریں گے تو ہوسکتا ہے کہ وہ غلطیوں پر غلطیاں کرتے جائیں گے۔ یہ constructive criticism اپنی جگہ پر ہونی چاہیے۔

آپ نے انتقامی کارروائیوں کا ذکر کیا۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ بھی اپنے رویوں میں تھوڑی تبدیلی لائیں۔ آپ کی جو political leadership ہے، ہر پارٹی میں یہ ہونا چاہیے کہ اپنی political leadership کو challenge کریں اور جو ان کا autocratic mind بنتا جاتا ہے، اس کو نہ کرنے دیں۔ آپ لوگ مجھے بتائیں، آپ اتنے سنجیدہ لوگ ہیں، آپ کی پارٹی میں جو sane elements ہیں، کتنوں نے کہا تھا کہ پی ٹی آئی کو قومی اسمبلی میں استعفیٰ نہیں دینا چاہیے تھا؟ کتنے لوگوں نے کہا ہے کہ آپ کو پنجاب اور KP اسمبلیوں سے استعفیٰ نہیں دینا چاہیے تھا۔ پوری دنیا دیکھ رہی تھی، ہم لوگ خود دیکھ رہے تھے کہ کیوں آپ اتنے blunder کر رہے ہیں۔ آپ کیوں political field سے جا رہے ہیں، کیوں اپنے آپ کو corner کرتے جا رہے ہیں اور یہ جو 9th May کا واقع ہوا ہم جیسے نہ سمجھ لوگ سمجھ رہے تھے کہ آپ لوگ جس راستے پر جا رہے ہیں یہ خودکشی ہے اور eventually وہی ہوا۔ سیاستدان کو تو دور اندیش ہونا چاہئے، سیاستدان کے اندر اتنی vision ہونی چاہیے کہ دیوار کے اُس طرف بھی دیکھ سکے۔ آپ نے military، جو ملک کا دفاعی ادارہ ہے۔ اس پر آپ لوگوں نے کھلم کھلا حملہ کیا، یہ حملہ تو کسی زمانے میں Hitler نے بھی کیا تھا جو Beer Hall Putsch تھا اس میں بھی exactly یہی کیا گیا تھا۔ جس میں Hitler نے coup کرنے کی کوشش کی تھی within Germany اور پھر اس پر treason کا case چلا تھا، پھر اس کو پانچ سال کی سزا ہوئی تھی، وہ الگ بات ہے کہ ایک سال بعد اس کو چھوڑ دیا گیا۔ ہر چیز کو سمجھنا چاہیے۔

دوستوں نے extremism کی بات کی، PTI کے جو دوست ہیں آپ کبھی اپنی قیادت سے پوچھتے ہیں کہ اتنی مشکل سے یہ جو military operations ہوئے، اتنی قربانیاں دیں، اتنے ہمارے لوگ شہید ہوئے، اتنے ہمارے فوجی شہید ہوئے تو اس پر ایسی کیا آفت پڑی ہوئی تھی کہ وہی لوگ جن کو آپ لوگوں نے باہر نکالا انہی لوگوں کو آپ اندر لے کر آیے اور اس وقت ہمارے KP میں حالات خراب ہیں اور بھی حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ کبھی آپ لوگوں نے soul searching کی ہے کہ اس کا ذمہ دار کون ہے، کبھی آپ لوگوں نے soul searching کی کہ جب اس کو واپس لا رہے تھے جن لوگوں کو ہم نے نکالا ہے اس کے کتنے نقصانات بڑھ گئے ہیں۔ ہمارے ملک میں کتنے سارے بھائی ہیں جو شہادتیں دے رہے ہیں۔ معذرت کے ساتھ آپ لوگ کبھی ان کی وکالت کیا کرتے تھے۔آپ لوگوں کو تو بلکہ ان کی party کا، جو ان کے behalf پر negotiate کرنے والے ہوتے ہیں وہ آپ کی party کو اس میں nominate کیا تھا۔ یہ تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے آپ کی party ان کی political wing ہے اور وہی چیزیں جو پہلے ہوتی تھیں۔ KP میں دیکھیں ہمارے Peoples Party کے کافی لوگ شہید ہوئے ہیں 2013 کے الیکشن میں۔ ہمارے جو ANP کے دوست ہیں ان کی ساری leadership شہید ہوئی ہے۔ تو ایک political class کو eliminate کیا گیا ہے اور لوگ یہ بھی سوال اٹھاتے ہیں کہ آخر PTI کے جو مخالف ہیں ان کو free level playing field کیوں نہیں مل رہی، ان کو کیوں الیکشن میں حصہ نہیں لینا دیا جا رہا۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please order in the House.

میں آپ سے گزارش کروں گا، اچھا آپ ایک کام کریں کہ آپ Presidential address پر آجائیں۔

سینیٹر جام سیف اللہ خان: میں چاہتا ہوں کہ مسئلے حل ہوں، ابھی علی ظفر صاحب نے تقریر کی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ آپ میں تنقید برداشت کرنے کا حوصلہ بھی ہونا چاہیے تو کم از کم میں اپنے دوستوں سے بھی گزارش کروں گا کہ تھوڑا یہ بھی برداشت کریں اور اس کو سننے کی صلاحیت رکھیں۔

ایک سوال اٹھ رہا ہے کہ آپ کے صوبے میں اگر آپ کے مخالفین ہیں ان پر کوئی action اٹھاتا ہے تو ذمہ داری آپ کی ہے۔ تو یہ چند گزارشیں میں نے کرنی تھیں۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please order in the House.

(مداخلت)

سینیٹر جام سیف اللہ خان: یہاں پر، ہمارے Interior Minister صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ پتا نہیں وہ اس وقت House میں ہیں یا نہیں ہیں، میں ان کے notice میں لانا چاہتا ہو۔ جناب سپیکر صاحب! ہمارے علاقے میں especially سکھر، گھوٹکی کے علاقے میں ایک بہت ہی organized smuggling wing چل رہا ہے۔ جس میں یہ ڈیزل، پٹرول اور LNG وغیرہ کراچی سے آتا ہے تو ان کو de-seal کرکے چوری کرتے ہیں، تو میرے خیال میں connivance سارا police کا بھی ہو گا، اس میں customs کے بھی لوگ involve ہیں۔ تو میں گزارش کروں گا کہ اس میں Home Minister and Interior Minister صاحب وہ اس کو دیکھیں، اس میں inquiry وغیرہ کریں اور اس کو ختم کروانے کی کوشش کریں۔ بہت بہت شکریہ جناب۔

Mr. Chairman: Preliminarily Leader of Pakistan Muslim League Nawaz.

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ میں سب سے پہلے آپ کو مبارک باد دیتا ہوں یہ منصب سنبھالنے پر، آپ کی ایک تاریخ ہے، جدو جہد ہے اور ایک طویل political career ہے۔ آپ سپیکر رہے ہے، آپ وزیر اعظم رہے، آپ متعدد بار وزیر رہے۔ آپ سپیکر کی حیثیت سے غالباً ایوان صدر بھی گئے ایک آدھ بار اور اب بھی انشاءاللہ آپ کو مواقع ملیں گئے۔ آپ نے قید و بند کی صعوبتیں بھی سہیں تو میں آپ کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ آپ کی آمد کے بعد اس ایوان کے اندر ایک بہتر، ایک اچھا، ایک مثبت اور ایک تعمیری ماحول پیدا ہو گا، جو میں دیکھ رہا ہوں کچھ دنوں سے آپ بڑی اچھی روایات کی آبیاری اور تخم ریزی کر رہے ہیں، میں بہت دعا گو ہوں آپ کے لیے۔

میں سیدال خان صاب کو، پتہ نہیں وہ ہاؤس میں ہیں یا نہیں، ان کو بھی خوش آمدید کہتا ہوں ڈپٹی چیئرمین کی حیثیت سے اور دعا گو ہوں کہ وہ اپنا کردار اچھے طریقے سے ادا کریں۔

میں اپنے دوست شبلی فراز کو بھی مبارک باد دیتا ہوں منصب سنبھالنے پر، وہ ماشاء اللہ ایک عظیم والد کے فرزند ہیں جن کا تخلص فراز تھا تو میرا خیال یہ ہے کہ وہ اپنی تقاریر کے حوالے سے اپنی party کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنے بحث و مباحثے کو، اپنی تقاریر کو، اپنے اظہار بیان کو بھی نشیب کی طرف لے جانے کی بجائے فراز کی طرف لے کر جائیں گے، بہت دعائیں ہیں ان کے لیے۔ جناب چیئرمین یہاں دو چار چیزوں پر گفتگو ہوئی ہے لیکن میری پیش نظر صدر محترم کی ایک تلقین ہے جو انہوں نے بڑے واضح الفاظ میں کی اپنی speech کے اندر کی اور concluding الفاظ ان کے یہ تھے کہ

so once again let me entreat you all to think of this great country as your driving motivation for service in these Houses of Parliament, lets us demonstrate in sprit, in words, a renewed political ethos of collaboration and conscience building as a guiding principles.

میرا خیال یہ ہے sir، کہ یہاں پر کہنے کو بہت سی parties ہیں PML-N ہے، PPP ہے، تحریک انصاف کہہ لیں یہ جس بھی نام سے آئیں ہیں سنی اتحاد کونسل سے، بہرحال وہ نمائندگی کرتے ہیں اور تحریک انصاف سے ان کا تعلق ہے۔ یہ تمام parties ہیں جناب چیئرمین! لیکن میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑی party Pakistan ہے، پاکستان میرے لیے، ان دوستوں کے لیے، سب کے لیے برابر ہے، باقی سیاست ہے نشیب وفراز آتے رہتے ہیں کل وہ یہاں بیٹھے تھے ہم ادھر بیٹھے تھے آج صورتحال بدل گئی ہے کل پھر بدل جائے گی۔ میں نے ایک مرتبہ پڑھا تھا کہ شاہ فیصل شہید مرحوم جس نشست پر بیٹھتے تھے اس کے سامنے انہوں نے ایک بڑا سا کتبہ لگایا ہوا تھا اور اس کتبے پر لکھا تھا کہ اگر بادشاہت دائمی ہوتی تو آج تو اس کرسی پر کیسے بیٹھتا؟ مطلب یہ ہے جو پہلے بیٹھتے تھے وہ گئے ہیں تو تم آئے ہو۔ پھر توں بھی چلا جائے گا تو کوئی دوسرا آ جائے گا۔ حکومتیں آتی ہیں اور حکومتیں چلی جاتی ہیں، ہم لوگ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، کل ہم نہیں ہوں گے کوئی اور آجائیں گے، ہماری young generation آجائے گی لیکن کچھ روایات ہوتی ہیں،

کچھ اقدار ہوتے ہیں اور کچھ values ہوتی ہیں جو individual چھوڑ جاتا ہے اور جو parties بھی چھوڑ جاتی ہیں۔ ہمارے بہت ساتھی تھے جو یہاں سے چلے گئے ہیں، اس وقت یہاں پر نہیں ہیں لیکن ہم ان کو یاد کرتے ہیں، ان کی تقاریر کو یاد کرتے ہیں، ان کی devotion legislation کی طرف تھی اور جو بڑے principled تھے، ان کو یاد کرتے ہیں۔ میرے خیال سے ہمیں بھی اگر اچھے الفاظ میں یاد کیا جائے گا تو ہمارے بچے خوش ہوں گے کہ ہمارے بڑوں کو اچھے الفاظ میں یاد کیا جارہا ہے۔ یہ ایک اچھی spirit ہے جو میں دیکھ رہا ہوں، اللہ کرے کہ یہ جاری رہے۔

جناب! میں دوبارہ گزارش کروں گا کہ جس طرح کی تقریر علی ظفر صاحب نے کی، کل جناب قائد حزب اختلاف کی تھی، بڑی توجہ سے سنی گئی۔ تلخیاں ہوتی ہیں، ظاہر ہے انہوں نے اپنی پارٹی کی نمائندگی کرنی ہے۔ ان کے جذبات ہیں، ان کے احساسات ہیں، وہ injure بھی ہوئے ہوں گے، کل اگر ہمیں تکلیف ہورہی تھی تو آج ان کو ہورہی ہے، اس کا اظہار وہ کریں گے۔ ہم ان کو روک نہیں سکتے لیکن سن لیا جائے، آج میرے ساتھی جن سے میرا زیادہ تعارف نہیں ہے وہ پہلی بار ایوان میں بول رہے ہیں، میرے خیال سے انہیں بھی سن لیا جاتا تو کوئی ایسی تلخی کی بات نہیں ہے۔ آپ کی باری آئے گی، آپ بات کرلیں گے، اگر ہم یہ ماحول طے کرلیں۔ کہا جاتا ہے کہ سچی بات کہنا بڑا مشکل ہے لیکن سچی بات سننا کہنے سے بھی زیادہ مشکل ہوگیا ہے۔ اس لیے میں کہوں گا بات سچی ہو لیکن سن لی جائے ہم جیسے سن لیتے ہیں، آپ بھی سن لیں۔

جناب! یہاں پر عمران خان صاحب کا ذکر کیا گیا، میں ان کا بڑے ادب واحترام سے نام لیتا ہوں وہ ایک نیشنل لیڈر ہیں، ان کے followers ہیں، ان کے نام سے ووٹ لے کر میرے دوست یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ایوان زیریں میں بہت بڑی تعداد میں بیٹھے ہوئے ہیں، ہم ان کی قدر و منزلت کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کو ہم مختلف angle سے دیکھتے ہیں وہ مختلف angle سے دیکھتے ہیں۔ کل بھی کہا گیا اور آج بھی کہا گیا، میرے نزدیک آج پاکستان میں کوئی بھی political قیدی نہیں ہے۔political قیدی کون ہوتا ہے؟ Political قیدی وہ ہوتا ہے جیسے politics میں کسی political وابستگی کی وجہ سے fabricated cases میں پھنسایا جاتا ہے اور جیل میں ڈالا جاتا ہے۔ آپ نے بھی 9 سال جیل کاٹی، مجھے نہیں

معلوم آپ کا جرم کیا تھا، قوم کو بھی نہیں معلوم کہ آپ نے دو بندے appoint کر دیے تھے لیکن ٹھیک ہے، آپ کو، سید یوسف رضا گیلانی کو کسی جرم کی سزا نہیں ملی تھی۔ آپ کو وزیر اعظم ہوتے ہوئے ایک یا دو منٹ کی سزا دیتے ہوئے گھر بھیج دیا گیا، ہم ان چیزوں کو بھول جانا چاہتے ہیں۔ آج جتنے بھی cases کا سینیٹر علی ظفر نے ذکر کیا، ان میں سے کوئی بھی ,case میرے case جیسا نہیں ہے، ان میں سے کوئی case 20KG ہیروئن کا نہیں ہے جو ہم نے بنایا ہو۔ ان میں سے کوئی case ایسا نہیں ہے جو PML(N) یا پیپلز پارٹی نے بنایا ہو۔ یہ سارے کے سارے cases اپنی نوعیت رکھتے ہیں۔ جناب چیئرمین! ان میں کوئی بھی case ایسا نہیں ہے جو Supreme Court سے چلے اور Supreme Court پر ہی ختم ہو جائے۔

جناب! ہماری تاریخ تو دیکھیں، ہمارے خلاف پاناما کا case چلتا ہے اور شروع کہاں سے ہوتا ہے؟ ان کی petition جاتی ہے، جماعت اسلامی کی petition جاتی ہے، Supreme Court کہتی ہے یہ frivolous ہے باہر پھینک دیتی ہے، چند دن بعد کھوسہ صاحب کہتے ہیں ہمارے پاس آؤ باہر کیا کر رہے ہو۔ اس کے بعد لمبا Pandora box کھل جاتا ہے۔ JIT کسی اور کے لیے بنی ہے؟ کسی اور کے لیے Whatsapp calls کے ذریعے ممبرز نامزد کیے گئے ہیں۔ ہمارا تو case ہی Supreme Court سے شروع ہوا اور Supreme Court میں ہی ختم ہو گیا۔ No appeal, no وکیل، کوئی بھی نظر ثانی نہیں۔ اب ایسا نہیں ہو رہا ہے cases چل رہے ہیں ان کو relief بھی مل رہے ہیں اور میں سر عام کہتا ہوں اور میری پارٹی بھی اسی پر یقین رکھتی ہے کہ انصاف ہونا چاہیے۔ ہم بالکل نہیں چاہتے کہ جو سلوک ہمارے ساتھ ہوا، جو ناانصافیاں ہمارے ساتھ ہوئیں۔ جس طرح انصاف کو crush کیا گیا، جس طرح کارندے ججز کے گھروں میں گئے کہ، ان کو ضمانت نہیں ملنی چاہیے، اللہ کرے ان کے ساتھ ایسا نہ ہو۔ جب ہمارے دوست کو ہتھکڑی لگی، میں نے یہاں پر کھڑے ہو کر کہا کہ یہ غلط ہے، آج بھی شاہ محمود قریشی کو جب ہتھکڑی لگا کر لاتے ہیں تو مجھے دکھ ہوتا ہے۔ وہ اس سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ یہ روایتیں ختم ہونی چاہیں، cases ختم ہونے چاہیں، انصاف ہونا چاہیے، عدالتیں کس لیے ہیں؟

جناب! آج چھ ججز نے یہ کہا ہے کہ ہم پر بڑا pressure ہے۔ کیا ماضی میں ان ججز پر یا ان میں سے کسی پر کوئی pressure نہیں تھا؟ میرے خیال سے تاریخ کو مسخ نہیں ہونا

چاہیے، حقائق سامنے رہنے چاہیں اور یہ سلسلے بند ہونے چاہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کل ہمارے ساتھ زیادتیاں ہوئیں تو ان کے ساتھ زیادتیاں جاری رہیں۔ پھر بات ہوتی ہے، مفاہمت ہونی چاہیے کیسے مفاہمت ہوگی؟ میں ایک ہاتھ سینیٹر علی ظفر کی طرف بڑھاتا ہوں، علی ظفر اگر اپنا ہاتھ بڑھائے گا تو میں ہاتھ ملاؤں گا نا؟ اگر وہ اپنا ہاتھ جیب میں رکھے گا یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جائے گا تو میں ہاتھ نہیں ملا سکوں گا۔ ہم آج بھی ان کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں، ہاتھ ملائیں۔ یہاں ایوان میں سیاست چھوڑ دیں، میں نے کہا پاکستان ایک پارٹی ہے، پاکستان کے لیے آئیں یہ بھی بیٹھیں اور ہم بھی بیٹھیں۔ دیکھیں کل آپ کی سربراہی میں ایک meeting ہوئی اور بہت اچھی meeting ہوئی، ہم نے ایوان کے بارے میں ان کے ساتھ مل کر سارے معاملات طے کر لیے ان کے concerns بھی note ہوگئے، یہ وہ spirit ہے جسے آگے بڑھنا چاہیے۔ ان کے وزیر اعلیٰ نے کل کہا کہ میں اسلام آباد پر حملہ کر دوں گا اور قبضہ کر لوں گا، میں چڑھائی کر لوں گا، آپ ان کی زبانوں کو لگام دیں، یہ آپ کے کام نہیں آرہے ہیں، آپ اگر احتجاج کے لیے اس شخص سے مل سکتے ہیں جس کا نام اچکزئی ہے، جن کے بارے میں آپ کے لیڈر کا ایک رویہ رہا ہے۔ آپ ان کو صدر کے لیے نامزد کر سکتے ہیں اور مولانا فضل الرحمٰن سے جن کا آپ نام بھی بھول گئے تھے کہ ان کا نام کیا ہے، ان کے ساتھ آپ احتجاج کے لیے بیٹھ سکتے ہیں تو پاکستان کی تعمیر کے لیے اور معاملات کو حل کرنے کے لیے اور پاکستان کو آگے بڑھانے کے لیے ہمارے ساتھ کیوں نہیں بیٹھتے؟ اگر احتجاج کے لیے ان کے ساتھ بیٹھتے ہیں جن کے ساتھ آپ لوگوں کو ہاتھ ملانا گوارا نہیں تھا، جن کو ان کے نام سے پکارنا گوارا نہیں تھا، وہ ہمارے ساتھ بیٹھے ہیں، ہم آپ کی عزت اور احترام کرتے ہیں، آپ آئیں ہم مل بیٹھ کر کم از کم اس ایوان میں ایک ایسا ماحول پیدا کریں اور اس ایوان سے وہ روشنی نکلے جو اس سیاسی انتشار کو ختم کر دے، اس سیاسی polarization کو ختم کر دے، ہم ایک ایسا پیغام دیں جو ہمارے لیڈروں تک بھی جائے۔

جناب! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایوان جس کو ایوان بالا کہتے ہیں یہ ہر لحاظ سے بالا ہونا چاہیے۔ پاکستانیت ہمارا ایک اصول ہونا چاہیے، ہم وفاق کی علامت ہیں۔ میں ایک بار پھر اپنی جماعت کی طرف سے اور حکومت کی طرف سے بھی Opposition کے ساتھ جو اصولی معاملات ہیں، پاکستان کی economy ہے، پاکستان کی سیاست کو لیکر جانا ہے، کتنے ستم کی بات ہے ہمارے ساتھ

جو ملک آزاد ہوئے وہ کہاں سے کہاں تک پہنچ گئے؟ بنگلا دیش ہمارے بدن کا ایک ٹکڑا ہے وہ پچاس ساٹھ ارب روپے کے reserves رکھتا ہے، ہم ایک، ایک ارب کے لیے بھیک مانگتے ہیں۔ افغانستان کی currency ہم سے آگے نکل گئی ہے، ہمیں ان چیزوں کا دکھ کیوں نہیں ہوتا؟ ہم احتجاج کر رہے ہیں form-47, form 45 کیا ہے، ہم ان چیزوں میں الجھے ہوئے ہیں اور الجھے رہیں گے اور الجھے رہنے کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے قدم آگے نہیں بڑھ رہے ہیں۔ یہ بیڑیاں ہم نے اپنے پاؤں میں خود باندھی ہوئی ہیں، ہم نے یہ ہتھکڑیاں خود لگائی ہوئی ہیں۔

جناب! 2018 میں بھی ہمارے ساتھ یہی ہوا تھا، ہم بھی کہتے رہے کہ RTS fail ہو گیا ہم نے یہ کر دیا، ہم وہاں آکر بیٹھ گئے، ہم نے اپنا کردار ادا کیا، ہم نے Positive کردار ادا کیا اور اس وقت تک کیا جب تک انہوں نے اکثریت نہیں کھوئی اور ہم ادھر آ گئے۔ ماشاء اللہ سے آج پاکستان کی economy سنبھل رہی ہے، مہنگائی کی شرح نیچے آ رہی ہے، IMF کے ساتھ ہمارے معاملات ٹھیک ہو رہے ہیں، آپ خود اپنے آپ سے پوچھیں کہ آپ IMF کے دروازے پر جا کر احتجاج کریں گے یا خط لکھیں گے تو کیا نواز شریف کی یا شہباز شریف یا زرداری صاحب یا بلاول صاحب کی توہین ہو گی؟ پاکستان کی توہین ہو گی، آپ پاکستان کا راستہ روکیں گے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو انہیں بھی سوچنی چاہیں، ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کی نشان دہی کرنا، یہ ان کا کام ہے۔ یہ ان کا فریضہ ہے اور ہمارا کام ہے کہ اس کی اصلاح کریں یہ نہیں ہے کہ ہمارے لباس سے فرشتوں کے پروں کی خوشبو آ رہی ہے، ہم بھی غلط کام کر سکتے ہیں، نشان دہی کریں، گرفت کریں جو ان کا کام ہے لیکن وہ رویہ اور وہ تہذیبی اقدار جو جمہوریت پر یقین رکھتی ہیں۔ میرے عزیز نے قائد اعظم کا حوالہ دیا، میرے عزیز نے مولانا رومی کا حوالہ دیا تو ہمارے پاس جو علم ہوتا ہے اور جو تعلیم ہوتی ہے، جو knowledge ہوتا ہے، وہ جیسا کہ رومی نے ہی کہا تھا کہ (فارسی میں شعر پڑھا) 'علم را بر تن زنی مارے بود'، کہ اگر علم کو صرف اپنے جسم اور زبان تک محدود رکھو گے تو وہ ایک سانپ بن جائے گا۔ (فارسی میں شعر پڑھا) علم را بر دل زنی یارے بود، کہ اگر علم کو اپنے دل کے اندر بساؤ گے تو وہ آپ کا دوست بن جائے گا۔

میں ان سے یہ کہتا ہوں کہ علم کو، حکمت کو، دانائی کو، جمہوریت کو، ان کی values کو اپنے دلوں میں جگہ دیں اور صرف زبانوں تک محدود نہ رکھیں۔ ہم ان کے

دوست ہیں، ہم ان کے بھائی ہیں، ہم ان کے خیر خواہ ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم سب مل کر پاکستان کی کشتی کو آگے بڑھائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی بہت شکریہ۔ جان محمد بُلیدی صاحب۔

Senator Jan Muhammad

سینیٹر جان محمد: محترم چیئرمین صاحب۔ گزشتہ دنوں پارلیمان کے مشترکہ اجلاس میں ہمارے صدر صاحب نے آکر خطاب کیا اور اس خطاب کے دوران جو کچھ ہوا اس کی امید نہیں تھی۔ لیکن وہ ہو گیا اور صدر نے اپنی بات بھی مکمل کی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جن جن معاملات پر صدر آصف علی زرداری نے بات کی ان پر سوچنا چاہیئے، ان کو سامنے رکھنا چاہیئے اور ان کا کوئی حل نکالنے کی طرف جانا چاہیے۔ ابھی جو آج کا اجلاس ہے، جو صبح سے شروع ہے، اس میں جتنے بھی خیالات ہمارے سامنے آئے اور دوستوں نے باتیں کی، تو میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن سے زیادہ اس ایوان کو یا ان ایوانوں کو بہتر انداز میں چلانے کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے۔

اپوزیشن نے اپنے معاملات ہمیشہ رکھنے ہوتے ہیں۔ اپوزیشن جب بھی چیزوں کے متعلق سوچتی ہے تو وہ اپنی بات سامنے رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔ ہمیں بات ضرور کرنی چاہیئے، اس پر میرا اتفاق ہے لیکن ہمیں اپنے الفاظ اور جملوں کا استعمال دیکھ کر اور سنبھل کر کرنا چاہیئے۔ فرض کریں ایک نامناسب بات ہے کہ زبان کو لگام دیں تو اس کی جگہ اگر یہ بات ہم کہیں کہ ان کو اپنی بات بہتر انداز میں رکھنی چاہیئے تو اس میں کوئی دورائے نہیں ہے۔

دیکھیں، ان ایوانوں کو چلانے کے لئے جو صبح سے بات ہو رہی ہیں وہ بڑی positive بات ہے اور میرا خیال ہے کہ صدر نے بھی انہی باتوں کا ذکر کیا کہ ہمیں مفاہمانہ سیاست کرنی چاہیئے اور مفاہمتی عمل کو آگے لے جانا چاہیئے۔ مفاہمت ہوتی ہے ایک دوسرے کی بات سن کر، ایک دوسرے کا احترام کر کے، ایک دوسرے کے مسائل کو سمجھ کر۔ دلائل تو ہمارے پاس بھی بہت ہیں، اپوزیشن کے پاس بھی ہیں، PTI کے پاس بھی ہیں، مسلم لیگ کے پاس بھی ہیں، پیپلز پارٹی کے پاس بھی ہیں اور دیگر جماعتوں کے پاس بھی ہیں۔ ہم اپنے cases کو الجھانے کی اور اپنی بات رکھنے کی ضرور کوشش کریں گے، ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایک جمہوری ادارے میں ہیں اور یہ ادارہ جمہوری اور سیاسی تحریک کی وجہ سے ہے۔ یہ ادارے مفت میں نہیں بنے۔ جس دن پاکستان بنا، سینیٹ نہیں بنا۔ کیوں نہیں بنا؟ ہم یہاں سیاسی اکابرین کی طویل سیاسی جدوجہد کے بعد اور ایک سیاسی سفر طے کرنے کے بعد پہنچے ہیں۔ اس ملک میں جو جمہوری عمل شروع ہوا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ چوتھی حکومت ہے جس کا tenure ابھی شروع ہوا ہے لیکن تین نے یہ پورے کیے ہیں۔

جب یہ جمہوری عمل چلے گا تو ہماری سیاسی مشکلات بھی آہستہ آہستہ ٹھیک ہوتی جائیں گی۔ یہ سیاسی عمل ہی ان چیزوں کو بہتر کر سکتا ہے۔ جمہوری عمل سے ہی بہتری آئے گی۔ اگر پچھلے 72 سالوں میں ہم جمہوری عمل کا حصہ نہیں رہے ہیں تو اسی وجہ سے ہمارے رویے غیر جمہوری ہیں۔ ہمیں جمہوری رویہ اپنا کر اپنی سیاست کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے، اداروں کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے اور اس ملک کے مسائل جیسے کہ پارلیمان کی بالادستی کے مسائل، قانون کی حکمرانی کے مسائل، جمہوریت کو بہتر کرنے کے مسائل اور اس ملک میں سب سے بڑا مسئلہ اس وقت جو سب کے گلے میں fit ہوا ہے وہ ہماری ڈوبتی معیشت ہے۔

اس ملک کی معیشت کا جو حال ہے اور جو صورت حال ہے وہ سب سے زیادہ گھمبیر ہے۔ اس پر اپوزیشن اور حکومت کو اور دیگر تمام stakeholders کو ایک جگہ بیٹھ کر اس کا حل نکالنا چاہیے۔ دیکھیں، جب تک ہم اس ملک کا معاشی اور اقتصادی حل نہیں نکالیں گے اور یہ جو ہم اقدامات کر رہے ہیں ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہم روزانہ تیل کی قیمتیں بڑھاتے ہیں جس سے عام غریب پریشان ہے۔ ہم بجلی کی قیمتیں بڑھاتے ہیں جس سے لوگ پریشان ہے۔ ہم کر کیا رہے ہیں؟ اگر ملک کی معیشت غریب پر تیل کی قیمت، بجلی کی قیمت، گیس کی قیمت بڑھانے سے ٹھیک ہوتی تو اب تک یہ مسائل حل ہو چکے ہوتے۔ اس وقت ملک میں لوگوں کی یہ صورت حال ہے کہ لوگ اپنی بجلی اور گیس کا بل ادا نہیں کر سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو سمت معیشت کی درستگی کے لیے اختیار کی گئی ہے ابھی تک وہ درست نہیں ہے۔ ہاں! کب جا کر بہتری آئے گی، اس کا اندازہ نہیں ہے لیکن ابھی تک کوئی بہتری نظر نہیں آ رہی ہے۔ یعنی کوئی عمارت اگر کمزور ہے، اس کی بنیادیں کمزور ہیں تو اس کو صرف رنگ روغن کرنے سے یا باہر کوئی کپڑا لگانے سے اس کو بہتر نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی بنیادوں کو بہتر بنانے کے لئے اقدامات کی ضرورت ہے۔ اور یہ تب ہوگا جب تمام سیاسی جماعتیں ذمہ داری سے

اس ضمن میں کام کریں گی۔ میری یہ حکومتی benches میں بیٹھے دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ کوشش کریں کہ ایسی کوئی بات نہ کریں کہ جس سے بدمزگی پیدا ہو اور ایوان کا ماحول خراب ہو۔ بلکہ کوشش کریں کہ برداشت پیدا کریں۔ اگر ہم ایک چھوٹی سی بات برداشت کرلیں تو کیا ہوگا، کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اگر ہم نے کوئی غلط بات نہیں کی اور کوئی نمبر نہیں بنائے، اس میں کوئی نمبرنگ نہیں ہوتی۔ دیکھیں، آپ ایک ذمہ دار اور شائستہ ایوان میں بیٹھے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا تقدس بہت بڑا ہے۔ ہمیں اس تقدس کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے چیزوں کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ Reconciliation کریں۔

یہ غلط کام ہے اور بالکل غلط ہوا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی بھی سیاسی جماعت کو، کل یہی جو مسلم لیگ کے ساتھ ہوا کہ سینیٹ الیکشن میں باقاعدہ ان کو پارٹی monogram نہیں دیا گیا اور یہی PTI کے ساتھ کیا گیا۔ آپ مانیں یا نہ مانیں لیکن وہ ایک سیاسی جماعت ہے۔ ہمارے ان سے ایک سو اختلافات ہیں، ایک ہزار اختلافات PTI کے ساتھ ہیں لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ PTI کو الیکشن لڑنے کا موقع نہ دیا جائے۔ PTI کی خواتین کو نہ آنے دیا جائے اور مخصوص نشستوں پر ان کے لئے hurdles بنائی جائیں۔ یہ جس نے بھی کیا، یہ ایوان نے نہیں کیا لیکن یہ جس نے بھی کیا غلط کیا۔ یہ جس نے بھی کیا اس نے اس ملک کے ساتھ بہتری نہیں کی۔ آپ دیکھیں کہ وقتی طور پر کوئی شائستگی ہوتی ہے۔ ایک political party کمزور ہوتی ہے اور دوسری پارٹی اس سے طاقتور ہوتی ہے تو کیا اس سے مسئلے حل ہوں گے، مسئلے حل نہیں ہوں گے۔ آپ کے مسئلے حل ہوں گے ، اگر آپ ایک ساتھ بیٹھیں گے، اپنے سیاسی، معاشی، سماجی اور قومی معاملات کو ایک ساتھ لے کر چلتے ہیں۔۔۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان جمعۃ المبارک سنائی دی)

سینیٹر جان محمد: میں اپنی بات کو مختصر کرتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ اس ملک میں سب سے بڑا issue انتہا پسندی کا ہے، صدر مملکت نے جس کا ذکر اپنی تقریر میں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم جب انتہا پسندی کو analyse کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں تو اس کے بہت سے corners ہیں، ہمیں اس انتہا پسندی کو روکنے کے لیے بہت سے اقدامات کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس انتہا پسندی کو روکنے کا سب سے بہترین ذریعہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے ہمسایہ ممالک افغانستان، ایران اور ہندوستان

ہیں۔ ہمیں ان کے ساتھ اپنے تعلقات کو revisit کرنا چاہیے، اپنے relations کو revisit کرنا چاہیے۔ یہ دہشت گردی ہر وقت ہوتی ہے، اس کے اثرات کو باہر ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ اس کے اثرات بیرونی بھی ہیں اور اس کے اثرات اندرونی بھی ہیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہمیں اپنے ہمسایہ ممالک سے بہتر تعلقات کے ساتھ ساتھ اپنے اندرونی مسائل کو حل کرنے کی طرف جائیں۔ انتہائی پسندی کی جو مذہبی اثرات ہیں، ان کو کم کرنے کے لیے اقدامات کی ضرورت ہے۔

جناب! آپ دیکھیں کہ اس کے ساتھ ساتھ سب سے اہم مسئلہ بلوچستان کا ہے، آپ دیکھتے ہیں کہ بلوچستان میں روزانہ اس طرح کے واقعات ہو رہے ہیں، ان واقعات کے پس پردہ کیا وجوہات ہیں، ہمیں ان وجوہات کو دیکھنا چاہیے۔ ہمارے محترم صاحب نے ابھی کہا کہ پاکستان میں کوئی ایک سیاسی قیدی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس بات پر غور کریں تو ہمیں عجیب لگے گا کہ یہ کیسے ممکن ہے، آپ کیا کہہ رہے ہیں اور ہمیں آپ سے بڑی امیدیں ہیں۔ جناب! اگر انکار کرنے سے کوئی مسئلہ حل ہوتا تو ہم سب سے انکار کر لیتے، ہم کہتے کہ دہشت گردی نہیں تو دہشت گردی ختم ہو جاتی، ہم کہتے قیدی نہیں ہیں تو قیدی نہ ہوتے۔ ہم کہتے یہاں پر جہالت نہیں ہے تو جہالت ختم ہو جاتی، ہم کہتے غربت نہیں ہے تو غربت بھی ختم ہو جاتی، ایسا نہیں ہے۔ قیدی بھی ہیں، missing persons بھی ہیں، یہ اتنا بڑا issue ہے آپ حیران ہوں گے کیونکہ بلوچستان کی ساری شاہراہیں بند ہیں۔ یہ کیوں بند ہیں؟ بچے کیوں بیٹھے ہوئے ہیں اور خواتین کیوں بیٹھی ہوئی ہیں۔ ان کے issues ہیں، ہمیں اس issue کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ بلوچستان کے مسئلے پر ایک قومی مفاہمتی پالیسی کی ضرورت ہے، ہمیں سوچنا ہوگا کہ بلوچستان کے اس issue کو کیسے حل کیا جائے۔ اس کو طاقت سے حل نہیں کیا جا سکتا، ہمارے حکمرانوں کی جو ایک سوچ ہے، وہ ہر وقت ہر مسئلے کو طاقت سے حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کا بالکل غلط نتیجہ نکلے گا۔ اس کو سیاسی مفاہمت کا حصہ بنائیں، اس پر dialogue کریں، اس پر تمام سیاسی پارٹیوں کی ایک قومی سوچ ہونی چاہیے۔ بلوچستان کا مسئلہ صرف بلوچستان کا مسئلہ نہیں ہے، یہ پورے پاکستان کا مسئلہ ہے۔ تمام سیاسی پارٹیوں کا مسئلہ ہے، ہم سب کو مل کر بلوچستان کے اس مسئلے پر ایک قومی مفاہمتی پالیسی بنانی ہوگی اور اس کو حل کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ میں نے شروع ہی میں کہا تھا کہ Parliamentary Leaders list دے دیتے تو I would have followed. اب ہر seats پر lights on ہیں اور everybody wants to talk. نہیں، آپ کی list اب آئی ہے۔ ایک بجے جمعۃ المبارک کی نماز ہوتی ہے، اگر پانچ، پانچ منٹ تقریر ہو تو تین سپیکر بول سکتے ہیں۔ باقی یہ ہے کہ this is not end of the world, یہ اجلاس جاری رہے گا۔ میں اس کے لیے پانچ، پانچ منٹ دوں گا تو آپ بات کریں۔ جی سینیٹر شیری رحمان صاحبہ۔

سینیٹر شیری رحمان: جناب! یہ گزارش ہے کہ آج جمعۃ المبارک کا دن ہے، توقع یہ تھی کہ آج Parliamentary Leaders اپنی تقاریر کر لیں گے لیکن list نہیں دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: وہ ابھی بیٹھے ہیں، انہوں نے ابھی تقاریر کرنی ہیں۔

سینیٹر شیری رحمان: آپ پھر Monday کو ان سے تقاریر کرا لیں۔

جناب چیئرمین: میں نے سینیٹر عطاء الرحمٰن صاحب کو بھی وقت دینا ہے اور ان کی لمبی تقریر ہو گی۔

سینیٹر شیری رحمان: جناب! آپ دیکھیں کہ custom یہ ہے کہ ساری debates میں Parliamentary Leaders پہلے بول لیتے ہیں، اس لیے آج کم بولے ہیں کہ جتنے زیادہ لوگ تقاریر کر سکتے ہیں تو وہ اپنی تقاریر کر لیں۔ Otherwise Friday کو تو three speeches ہوتی ہیں، آپ نے آج بہت سے accommodate کر لئے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں back benches پر جتنے ممبران بیٹھے ہیں، میں ladies کو وقت دوں گا، آپ بات کریں اور ہر ایک back bencher کو موقع دوں گا۔

سینیٹر شیری رحمان: جی، جی جیسے آپ کی مرضی ہو۔

جناب چیئرمین: باقی Monday کو سارے speeches کریں اور سارا دن کریں۔

سینیٹر شیری رحمان: جناب! آپ نے mic on رکھا ہوا ہے، میں پورے ایوان کے behalf پر آپ کی بھی بات کر رہی ہوں اور Leader of the Opposition بھی سن لیں۔ جناب! ہم نے last time یہ complain کی تھی کہ جب ہمارے ساتھ simultaneously National Assembly چل رہی ہوتی ہے تو PTV یہ کرتا ہے اور

Senate کی ساری speeches drop کر دیتا ہے یعنی آپ کی اور کسی کی بھی آج speech نہیں چلی۔ ہم نے پچھلی مرتبہ ان سے کہا تھا کہ مثلاً آج آپ نے ہمیں drop کیا تو آپ کو وہ stand لینا پڑے گا unless the Prime Minister and Minister speaking لیکن وہ recording کریں اور آج کے دن میں release کریں۔ انہوں نے ابھی تک کوئی recording release نہیں کی۔ I am sorry کیونکہ میں آپ کو تکلیف دے رہی ہوں لیکن آپ نے ان کو بلا کر instructions دینی ہوں گی کہ آج کی ساری speeches کے clips release کر دیں۔

Mr. Chairman: It should be recorded, thank you.

ٹھیک ہے۔ سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب! آپ کے پاس پانچ منٹ ہیں۔

Senator Muhammad Humayun Mohmand

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین!

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش

میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں لیکن میری ایک چھوٹی سی reservation ہے، I don't know وہ صحیح ہے یا غلط ہے۔ جب آپ لوگوں کا oath ہو رہا تھا اور اسحاق ڈار صاحب oath لے رہے تھے، میرا نہیں خیال کہ ان کا اپنا oath ہوا تھا۔ I don't know legally یہ صحیح ہے یا نہیں ہے اور اس کی کیا implications ہیں؟

جناب چیئرمین: جی ایک منٹ سنیں تاکہ confusion نہ ہو۔ جب سپیکر قومی اسمبلی نے پوری اسمبلی کا oath لیا تھا تو انہوں نے اپنا بھی نام پڑھا تھا، اس لیے جب ڈار صاحب نے oath لیا تھا تو انہوں نے پہلے اپنا نام پڑھا تھا۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب والا! وہ یہ نہیں کر سکتے- he has to be under-oath to do that, یہ غلط ہے۔

جناب چیئرمین: ہم بیٹھ کر آپ کو بتائیں گے، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ غلط ہے تو اسے دیکھ لیں گے۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب والا! جہاں آپ بیٹھے ہوئے ہیں technically you are not under-oath as of now کیونکہ وہ under-oath یہ ایک بڑا legal issue ہے، آپ اسے دیکھ لیجیے گا۔

جناب چیئرمین: آپ اپنے پانچ منٹ ضائع کر رہے ہیں۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب والا! میں غلط کام کی نشان دہی کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: رضا ربانی صاحب کا oath ڈار صاحب نے لیا تھا اور ایسے ہی لیا تھا۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب والا! وہ تو ہمیشہ غلط کرتے آئے ہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ چلیں جناب والا! ایک غلط کام ہو گیا، آگے چلتے ہیں۔ کل ہم نے بہت ساری باتیں سنیں اور یہ سن رہے تھے کہ عوام کی کوئی بات نہیں کرتا اور لوگوں پر پتا نہیں کتنا ظلم ہو رہا ہے، کسانوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ جناب والا! جب تک پاکستان میں political maneuvering ہوتی رہے گی اس وقت تک عوام کی کوئی بات نہیں کرے گا اور عوام کی بات کوئی اس لیے نہیں کرے گا کہ وہ عوام سے strength draw نہیں کر رہا ہے۔ میں ایک مشاعرے میں خالد مسعود صاحب کے اشعار سن رہا تھا، وہ funny ہیں لیکن صحیح بھی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ؛

جب کام نہ بنا ووٹوں سے اور فارم 45 سے
تو غیبی مدد اچانک مل گئی فارم 47 سے
بابا جی سے پوچھا 'اے کی ہویا'
تو بولے وہی ہویا جو ہوتا آرہا ہے 1947 سے

جناب والا! ہم جب تک یہ چیزیں change نہیں کریں گے، this is the basic issue, جب تک ہم ان کو نہیں ٹھیک نہیں کریں گے، پاکستان اپنی اس منزل کی طرف نہیں چلے گا۔ جیسے ہم سارے اپنی اپنی سیاسی پارٹیوں کے manifestos کو defend کرتے ہیں تو وہ لوگ جو elect ہو کر آتے ہیں اور بغیر political party کے elect ہو کر آتے ہیں، وہ کیسے عوام کی بات کریں گے؟ پاکستان تحریک انصاف، پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن) کی بات ہو جائے گی لیکن جن لوگوں کی کوئی پارٹی ہی نہیں ہے، جب وہ آجاتے ہیں تو وہ کیسے عوام کی بات کریں گے؟ جیسے میں نے پہلے کہا کہ ان کی اصل strength تو کہیں اور سے آرہی ہے۔ ہم نے یہ بھی سنا کہ لوگ وکٹ کے

دونوں طرف کھیلتے ہیں لیکن بعض لوگ تو وکٹ کے چاروں طرف کھیل رہے ہوتے ہیں۔ شیری رحمان صاحبہ ابھی جا چکی ہیں، انہوں نے کہا تھا کہ ہم ایک نئی روایت رکھتے ہیں اور کوئی political prisoner نہیں ہونا چاہیے یا نہیں ہوتا۔ میرے خیال سے آج پاکستان تحریک انصاف کے جتنے بھی prisoners ہیں وہ سارے political prisoners ہیں۔ عرفان صدیقی صاحب نے ابھی کہا کہ آج کوئی political prisoner نہیں ہے لیکن انہوں نے جو definition بتائی تھی وہ تو ساری political prisoners کی بتائی تھی۔ انہوں نے پھر آپ کا reference دیا، آپ political prisoner تھے، میں نے تو آپ کو political prisoner نہیں بنایا تھا، آپ کو، زرداری صاحب کو کس نے political prisoner بنایا تھا؟ جناب والا! یہ یاد رکھیں کہ آج انہی لوگوں کے senior ممبران اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ عمران خان ایک political prisoner ہے اور اس پر جو cases بنے ہیں وہ غلط بنے ہیں۔

جناب چیئرمین! کل ڈار صاحب نے economy کی بات کی اور بڑے فخر سے 24th economy کی بات کی کہ پاکستان 24th economy بن رہا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ؛

یاد ماضی عذاب ہے یارب

چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

دو جڑواں ملک ایک ساتھ پیدا ہوئے، ایک کا نام انڈیا اور دوسرے کا نام پاکستان۔ جب پاکستان اور انڈیا تھے تو اس وقت پاکستان کا GDP تقریباً 4.5, 4.6 تھا اور انڈیا تین میں تھا۔ ہم نے پھر دیکھا کہ یہ فرق اسی طرح رہا اور دونوں نے کچھ نہ کچھ ترقی کی، پاکستان نے زیادہ ترقی کی۔ اب ہم آگے جا کر دیکھتے ہیں کہ 1976 کے بعد پاکستان میں ہلکی سی dip آئی لیکن مسئلہ چلتا گیا، پاکستان اچھے طریقے سے آگے گیا لیکن کب تک؟ 1984 میں وہ پہلی watershed line ہے جس کے بعد پاکستان کا graph نیچے ہوا۔ 1984 میں کون سی ایسی political party آگئی تھی جس نے جو decisions لیے وہ پاکستان کے حق میں نہیں تھے؟ اس کے بعد 1990 میں اصل dip آئی اور اس کے بعد nose dive جاتا گیا، یہاں تک کہ 2007-08 میں پاکستان انڈیا سے بہت نیچے چلا گیا۔ یہ 1997-98 کی بات ہے جب انہوں نے cross کیا اور انڈیا اوپر چلا گیا اور 2017-18 میں جس کا reference دے رہے تھے، انڈیا پاکستان سے GDP میں 2% آگے نکل گیا۔

آخر ان اٹھائیس، تیس سالوں میں ایسے کون سے decisions تھے، ایسی کون سی political parties تھیں کہ جو پاکستان انڈیا سے GDP %1آگے تھے، اسے GDP %2 پیچھے کروادیا؟ کوئی تو وجہ ہو گی نہ؛

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

جناب والا! آئیں ہم priorities set کرتے ہیں کہ جب بھی کوئی elected Senator جیل میں ہو گا، جب تک اس کے production order جاری نہیں ہوں گے، ہم لوگ سینیٹ میں نہیں بیٹھیں گے۔ آئیں اپنی priorities set کرتے ہیں، آئیں political priorities set کرتے ہیں کہ اس وقت جتنی بھی خواتین ہیں ان کا حق بنتا ہے کہ CrPC (1) 497 کے تحت کہ انہیں ضمانتیں ملیں۔ آئیں اپنی priorities set کرتے ہیں۔ کہنا بہت آسان ہے، کرنا بہت مشکل ہے، سچ کہنا اتنا مشکل نہیں ہے جتنا سچ سننا مشکل ہے، میں نے ابھی یہ بات سنی تھی۔ آئیں وہ political prisoner جس کا نام عمران خان ہے، اس پر جتنے cases ہیں، انہیں address کرتے ہیں۔ یہ یاد رکھیں کہ وہ political prisoner ہے لیکن وہ سوچ میں آزاد ہے، اگر وہ سوچ میں بھی political prisoner ہوتا تو کب کا deal کرکے جا چکا ہوتا، کب کا اس ملک کو چھوڑ کر سعودی عرب، انگلینڈ یا کہیں اور چلا گیا ہوتا لیکن وہ تو believe کرتا ہے کہ؛

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

یہ ہمیشہ عمران خان کا reference دیتے ہیں کہ اس نے کہا کہ میں AC اتار دوں گا، یہ کردوں گا، وہ کردوں گا، کیا اس نے کبھی AC اتارا؟ اس طرح تو آپ نے بھی لوگوں کو سڑکوں پر گھسیٹنے کی بات کی تھی، کسی کا پیٹ پھاڑنا تھا، کسی کو سڑک سے گھسیٹ کر کہاں پہنچا دینا تھا، کچھ چیزیں political ہوتی ہیں انہیں political رہنے دیں۔

جناب والا! ہم نے رونگھٹے کھڑے کردینے والی باتیں بھی سنیں، جس وقت بے نظیر اور نصرت بھٹو صاحبہ کے ساتھ جو کچھ ہو رہا تھا، میں نے اس وقت آپ کے رونگھٹے کھڑے ہوتے ہوئے

نہیں دیکھے۔ ہم نے پھر بات بھی سنی اور وہ غلط بات ہے، وہ جب کہتے ہیں کہ خیبر پختونخوا میں لوگوں کو settle کر دیا، ایک بھی آدمی settle نہیں ہوا تھا۔ یہ بات کسی ایک سیاسی پارٹی کی نہیں ہوتی یہ حکومت کی حد تک ہوتی ہے اور اس میں وہ ساری agencies شامل ہوتی ہیں جن کی آپ ہر وقت بات کر رہے ہوتے ہیں۔ جب آپ کہتے ہیں کہ اُس کا political wing ہے تو پھر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کچے کے ڈاکوؤں کا بھی کوئی political wing ہے کیونکہ کچے کے ڈاکو کہتے ہیں کہ ہمیں تو سارا اسلحہ پولیس دیتی ہے، پولیس کس کے under ہے؟ بات یہ ہے کہ اگر ہم لوگوں نے differences settle کرنے ہیں تو settle کرنے ہیں۔ ابھی ہم سن رہے تھے کہ گھر میں ایک کمرہ وہ ہوتا ہے جس میں بزرگ ہوتے ہیں، جناب والا! جب بزرگوں کے درمیان differences آجائیں تو گھر ٹوٹ جاتے ہیں۔

Mr. Chairman: Address the Chair.

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب میں address تو آپ کو ہی کر رہا تھا، شکل اس طرف تھی۔

جناب چیئرمین: ادھر نہیں دیکھتے۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: کوئی بات نہیں جناب۔ میں آخری بات کرنے لگا ہوں جناب چیئرمین، reality یہ ہے کہ بینگن نے آپ لوگوں کو بہت مارا۔ Reality یہ ہے کہ عوام نے ووٹ دیا ہے پاکستان تحریک انصاف کو اور for the record اس سینیٹ میں ہم پاکستان تحریک انصاف کے platform پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم کسی اور platform پر نہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارا نشان آج بھی پاکستان تحریک انصاف ہے تو براہ مہربانی اسے correct کرکے رکھیں۔ عوام نے پاکستان تحریک انصاف کو ووٹ دیئے ہیں، اس کی respect کرنی چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: I have given you ten minutes. Thank you. Senator Bushra Anjum Butt Sahiba.

Senator Bushra Anjum Butt

سینیٹر بشریٰ انجم بٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Thank you Mr. Chairman! for giving me this opportunity to address this honourable House.

جناب چیئرمین! آج کی debate کا جو حصہ ہے before commenting on that, I would like to tell you that before joining politics, ten years back I was a professor at LUMS. میں نے پنجاب اسمبلی میں دس سال سیاست کو دیئے، actively played my role in policy making and legislation. I was really looking forward to the debates. Today is the first day of official debates اور بڑی خوش آئند بات ہے دونوں طرف سے، اپوزیشن اور ruling party سے regarding tolerance جو suggestions آئی ہیں، and if you look at the President's address as well, it talks about tolerance, it talks about all the resources Pakistan has. یہاں پر بھی بہت ساری suggestions مل رہی ہیں کہ how we should look forward to a more comprehensive approach towards, working towards the betterment of the country.

جناب چیئرمین! اگر آپ یہاں speech میں بھی دیکھیں the President has addressed a lot of resources, but the biggest resource that Pakistan has is the youth bulge اور مجھے نہیں لگتا کہ یہاں پر in the Upper House سینیٹ میں جو ہمارا biggest asset ہے the youth bulge, 60% of our nation comprises of the youth sir ان کے issues پر کوئی address نہیں کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین! We have recently faced a global pandemic, our youth is highly demotivated ان کے لیے ہمیں resources پیدا کرنے ہیں، ہمیں ان کی mental health سے متعلق بات کرنی ہے، ان کے لیے opportunities create کرنی ہیں، انہیں demoralize نہیں ہونا چاہیے۔ ان کی بات نہیں ہو رہی ہے۔ We need to come-up with ways to create opportunities for the youth. Pakistan is a country

that is facing brain drain sir اگر آج ہم اسی طرح political debate کا حصہ بنتے رہے، political forum سے polarization کی بات کرتے رہے تو ہمارا youth جو کہ ہمارا بہت بڑا asset ہونا چاہیے، وہ بہت بڑی liability بن جائے گا۔ آج ہمیں youth کے ساتھ interactive dialogues کرنے چاہییں، ہمیں انہیں motivate کرنا چاہیے۔ Sadly مجھے وہ ہوتا ہوا نظر نہیں آ رہا ہے۔ we are sitting in the Upper House, we are looking for the resources, we are looking for opportunities. Mr. Chairman, 18th Amendment کے بعد صوبوں میں جو provincial issues بن گئے ہیں they need to be looked at, if you look at child labour, if you look at child marriage, they may be provincial subjects, but they are effecting the national cause. We should be debating about that. میرا یہ خیال ہے کہ ہم سب کو اپنے political differences کو ایک طرف رکھ کر maturity کا سامنا کرنا ہے۔ جب میں پنجاب میں تھی وہاں بھی یہی debate تھی۔ National debates سننے کا بھی موقع ملا، وہاں بھی یہی کچھ تھا، آج سینیٹ میں آئی ہوں، I am hopeful that we will act as a nation, will work towards our country. We need to be give such opportunities to youth کہ وہ جب ہمیں دیکھتے ہیں تو ہم ان کے لیے examples set کریں، اگر آج بھی ہم اپنے political differences پر بات کر رہے ہیں اور تنقید کا سامنا کر رہے ہیں، ایک دوسرے پر bashing کر رہے ہیں۔

Mr. Chairman, then we are wasting very important time of this Upper House my request to everyone in this House would be let's focus on the youth, because they are the future of this nation and the nation really needs some kind of motivational factor. Thank you so much sir.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ بشریٰ صاحبہ، آج آپ نے یہاں پہلی مرتبہ speech کی ہے، pin drop silence تھی، آپ کو پہلے کبھی ایسا ماحول ملا؟ اس لیے we are learning

from you as well, from youth.جی سینیٹر محمد اسلم ابڑو صاحب، آپ کے پاس پانچ منٹ کا وقت ہے کیونکہ ایک بجے نماز کا وقت ہے۔

Senator Muhammad Aslam Abro

سینیٹر محمد اسلم ابڑو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں آپ کو اس ایوان کا چیئرمین منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میں پہلے سندھ اسمبلی کا رکن رہا ہوں۔ میں پاکستان پیپلز پارٹی کا ایک ادنیٰ worker ہوں، میں پہلے تو صدر محترم جناب آصف علی زرداری صاحب کا، چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب، ادی فریال کا شکر گزار ہوں کہ ایک worker کو اس ایوان بالا تک پہنچایا، یہ ان کی مہربانی ہے۔

جیسا کہ کل ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نے خطاب کیا کہ ہمیں تکالیف ہو رہی ہیں، ہمارے لیڈرز کو جیلوں میں ڈالا گیا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ ابھی تو آپ کے چند ماہ بھی نہیں گزرے ہیں، ہماری جماعت کے لیڈران کو سالہا سال جیلوں میں رکھا گیا۔ ہمارے لیڈران کو شہید کیا گیا، ہمارے workers کو کوڑے مارے گئے، انہیں اس پر بھی بات کرنی چاہیے تھی۔ انہوں نے جتنا عرصہ بھی حکومت میں گزارا صرف انتقامی سیاست کی، پوری حکومت نے انتقام لیا، کوئی اچھی پالیسی نہیں دی۔ کوئی ترقی نہیں ہوئی۔ صرف اور صرف ان کی سوچ یہ تھی کہ تمام جماعتوں کے خلاف مقدمات قائم کیے جائیں، ان سے انتقام لیا جائے، انہیں نااہل کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں آج یہ جو باتیں کر رہے ہیں یہ درست نہیں ہیں۔ انہیں صرف اپنی بات نہیں کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین! میرے لیڈر جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب پورے ایشیاء کے لیڈر تھے، جنہوں نے اس ملک کو آئین دیا، انہوں نے ملک کو اس وقت سنبھالا جب ملک بالکل ٹوٹ چکا تھا اور دو حصوں میں بٹ چکا تھا اور انہوں نے reactor کا فارمولا دیا۔

جناب چیئرمین: اب اگلا اجلاس 29th April کو ہو گا تو پہلے Speaker مولانا عطاء الرحمٰن صاحب ہو جائیں گے۔ It's a weekend, لوگوں نے جانا ہے تو Monday کو first speaker پارلیمانی لیڈر JUI ہوں گے۔ ٹھیک ہے۔ جی ابڑو صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

سینیٹر محمد اسلم ابڑو: جیسا کہ بھٹو صاحب کو شہید کیا گیا جنہوں نے reactor کا فار مولا دیا، آئین دیا اور ملک کو سنبھالا۔ اس کے بعد محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ جیسے ہی آئیں، انہیں آتے ہی جیل میں ڈالا گیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کو دو مرتبہ mandate ملا۔ پاکستان کی عوام نے ووٹ دیا مگر ایک مرتبہ دو سال اور دوسری مرتبہ حکومت کو صرف تین سال چلنے دیا گیا اور اس کے بعد محترمہ کو شہید کر دیا گیا۔ آصف علی زرداری صاحب کا کیا قصور تھا کہ وہ چودہ سال جیل میں رہے۔ ادی فریال کا کیا قصور تھا کہ رات کو وہ ہسپتال میں تھیں اور اسی رات بارہ بجے انہیں وہاں سے نکال کر جیل میں ڈالا گیا۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ ظلم ہوا۔ جناب ظلم تو ہمارے ساتھ ہوا ہے، سختیاں تو ہم نے سہیں، لیڈرز تو ہمارے شہید ہوئے، ہمیں ایسی باتیں کرنی چاہییں جو باتیں آج یہ کر رہے ہیں۔ انہیں تو ابھی جیل میں مہینہ بھی نہیں ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! ہمارے ایک رکن نے کل خطاب کیا کہ سندھ میں street crimes بڑھ رہے ہیں۔ اس بابت میں یہ کہوں گا کہ یہ تحفہ ہمیں نگران حکومت کی طرف سے دیا گیا اور اب ان شاءاللہ تعالیٰ ہمارے Chief Minister, Home Minister and I.G. صاحبان اللہ کے فضل و کرم سے اسے سنبھالیں گے۔ میں اپنے ساتھی کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ اپنا وقت یاد کریں جب وہ بوریوں میں بند کر کے لاشیں سڑکوں پر پھینکتے تھے۔ میں آخر میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا کیونکہ نماز کا بھی وقت ہو گیا ہے۔ جیے بھٹو، جیے بھٹو، جیۓ بھٹو۔

Mr. Chairman: The House stands adjourned to meet again on Monday, the 29th of April, 2024 at 03:00 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on Monday, *the 29th of April, 2024 at 03:00 p.m.*]